قیمت از معاونین صہ — قادیان میں ہے

اے جہان منتظر خوش باش کا مدلستان

مورخہ ۱۷ محرم ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام

سارے جہان سے اچھا دارالامان ہمارا

جلد ۷ — فی پرچہ ۲

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۸ — بروز جمعرات

ایڈیٹر۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ

مینجر۔ میان معراجدین عمر پروپرائیٹر

اسسٹنٹ۔ محمد ظہورالدین صاحب اکمل آف گولیکی عافاہ اللہ دائمہ

آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

مطابق ۲۰۔ فروری ۱۹۰۸ء

دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

قیمت از غربا و طلبا ۲ — گورنمنٹ ۲۰ — غیر مالک ۳ — افریقہ صہ

نمبر ۷

خدا تعالیٰ کی تازہ وحی

ظفرکم اللہ ظفراً مبینا

مبارک ۱۷۔ فروری ۱۹۰۸ء - بروز سہ شنبہ بعد از نماز عصر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بڑی صاحبزادی مبارکہ بیگم کا عقد نکاح حضرت نواب محمد علی خان کے ساتھ ہوا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے خطبہ پڑھا۔ جس میں آپ نے اول عربی زبان میں حمد الٰہی کے بعد چند آیات قرآنی پڑھیں اور پھر عربی زبان کی ضرورت اور خوبیوں پر مختصر ریمارکس کرتے ہوئے عربی عبارت کی تفسیر اور تشریح کی۔ اور نکاح کی ضرورت اور اس کے فوائد پر بحث کی۔ اور اخیر میں حق مہر کے متعلق فرمایا۔ کہ ہر ایک کا مہر اس کے حالات اور اسکی قوم اور ملک کے حالات کے مطابق ہوتا ہے۔ ایک غریب شخص کا نکاح صرف اتنے پر ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو چند آیات قرآنی پڑھا دیں (قادیان میں ہی ایک نکاح اس قسم کا ہوا تھا۔ اس واسطے نواب صاحب کے خاندان کی رسم کے مطابق تو حق مہر کئی کئی لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔ مگر حضرت نے اس کو پسند نہ فرمایا۔ چونکہ اخبار کا اکثر حصہ طیار ہو چکا تھا اس واسطے خطبہ انشاء اللہ آئندہ درج ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس تعلق کو جانبین کے واسطے اپنی رحمتوں اور برکتوں کا موجب کرے۔ آمین

ضرورت مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے ایک ایسے مدرس کی ضرورت ہے جو کہ عربی دینیات اور فارسی میں اچھی لیاقت رکھتا ہو۔ ہائی اور مڈل کی جماعتوں کو تعلیم دے سکتا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ تمام درخواستیں معہ سندات بنام ہیڈ ماسٹر صاحب آنی چاہئیں۔

شیر علی عفی عنہ۔ مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

شکریہ مسجد مبارک میں ایک کلاک کیواسطے جو تحریک اخبار بدر میں کی گئی تھی۔ اس کے جواب میں محبی ابو سعید عرب صاحب رنگون سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مسجد کے لئے ایک کلاک وہاں سے روانہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عرب صاحب کو بہ صحت و عافیت رکھے اور نیک ارادوں میں برکت دے اور ان کو اور جماعت رنگون کو جزائے خیر دے۔ جنہوں نے اس کار خیر میں حصہ لینے میں ایسی سبقت کی۔

حقیقۃ الوحی کتاب حقیقۃ الوحی کی خریداری کی طرف احباب کو بہت توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ حضرت اقدس کی جامع معارف کتاب ہے۔ اور اس میں دو سو آٹھ نشان مفصل درج ہیں اور اسکی جلد فروخت ہونے سے دیگر تصانیف کے لئے سرمایہ بہم پہنچیگا۔

شرح قیمت اخبار بدر

والیان ریاست	۳۰
عام قیمت پیشگی معہ اوراق دنیوی اخبار	للعہ
مابعد	صہ
فی پرچہ	۲

جو صاحب تاریخ اجراء سے ایک ماہ کے اندر اندر قیمت اخبار روانہ نہ کریں گے ان سے بحساب مابعد لیجائے گی۔ جو اخبار وقت پر نہ پہنچے اُسے پندرہ یوم کے اندر اندر طلب کرنا چاہیئے ورنہ بعد میں نہیں مل سکے گا۔ رسید اخبار میں دی جائے گی۔ علیحدہ رسید روانہ ہوگی۔ لیکن جو صاحب قادیان میں دستی قیمت ادا کریں اون کو بہر حال رسید حاصل کرنی چاہیئے۔ روپیہ ارسال کرنے کے بعد اگر دو ہفتہ تک رسید نہ چھپے۔ تو خط لکھ کر دریافت کرنا چاہیئے۔ تمام ترسیل زر بنام میان معراجدین عمر قادیان ضلع گورداسپور ہو۔ خط و کتابت کے واسطے جوابی ٹکٹ آنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل سے معذور سمجھا جاوے۔ خریدار اپنے خط میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں۔ اور نام اور پتہ خوشخط لکھا کریں۔

مینجر

ہمارے شاعر نازک خیال خواجہ کمال (پلیڈر ہائیکورٹ لاہور) بھی ہیں جنہوں نے آج ۱۰ فروری کو مدینۃ الامام میں آتے ہوئے حضور پر نور ایک نظم کو اردو کا لباس پہنا لائے یہ جدت اور پھر یہ طلاقت - ع - اللہ کرے زور قلم اور زیادہ -

بده از چشم خود آبے درختان محبت را
مگر روزے دہندت میوہ ہائے پر حلاوت را

مسلمان در باطن حقیقتہا ہمے دارد
کجا باشد خبر زاں سر گرفتاران صورت را

من از دیار آمدم تا خلق را این ماه بنمایم
گرامروزم نمے بینی - ببینی روز حسرت را

گر از چشم تو پنہان ست شانم دم مزن بارے
کہ بد پرہیز بیمارے نہ بیند روئے صحت را

چو چشم حق شناس و نور عرفانت نہ بخشیدند
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را

کجا از آستان مصطفےٰ اے ابلہ بگریزیم
نمی یابیم در جائے دگر این جاہ و دولت را

بحمد اللہ کہ خود قطع تعلق کرد این قومے
خدا از رحمت و احساں میسر کرد خلوت را

چہ دوزخہا کہ میدیدم بدیدار چنیں روہا
بنازم دلبر خود را کہ بازم داد جنت را

چہ میسوزی ازاں قسمے کہ با و دلدار میدارم
اگر زورے ست در دستت بگرداں رزق قسمت را

بنخوتہا نمے آید بدست آں دامن پاکش
کسے عزت از و یابد کہ سوزد رخت عزت را

اگر خواہی رہ مولیٰ ز لاف علم خالی شو
کہ رہ ندہند در کویش اسیر کبر و نخوت را

منہ دل در تنعمہائے دنیا گر خدا خواہی
کہ میخواہد نگار من تہیدستان عشرت را

مصفا قطرۂ باید کہ تا گوہر شود پیدا
کجا بیند دل ناپاک روئے پاک حضرت را

نمے باید مرا یک ذرہ عزتہائے این دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

ہمہ خلق و جہان خواہد برائے نفس خود عزت
خلاف من کہ میخواہم براہ یار ذلت را

ہمہ در دور این عالم امان و عافیت خواہند
چہ افتاد این سر ما را کہ میخواہد مصیبت را

مرا ہر جا کہ مے بینم رخ جاناں نظر آید
درخشد در خور و در ماہ بنماید ملاحت را

حریص غربت و عجزم ازاں روزے کہ دانستم
کہ جا در خاطرش باشد دل مجروح غربت را

من آں شاخ خودی و خود روی از بیخ بر کندم
کہ می آرد ز ناپاکی بر نفرین و لعنت را

مگر از روضۂ جان و دل من پردہ بردارند
ببینی اندراں آں دلبر پاکیزہ طلعت را

فروغ نور عشق او ز بام و قصر ما روشن
نگر بیند کسے آنرا کہ میدارد بصیرت را

نگاہ رحمت جاناں عنایتہا بمن کردہ است
و گرنہ چوں منے کے یابد آں رشد و سعادت را

نظر بازان عالم ظاہر اندر علم خود نازند
ز دست خود فگندہ معنی و مغز حقیقت را

ہمہ فہم و نظر در پردہ ہائے کبر پوشیدند
چناں خواہند این خمرے کہ پاکاں جام قربت را

.. ..

خدا خود قصۂ شیطان بیان کردہ است تا دانند
کہ این نخوت کند ابلیس ہر اہل عبادت را

بلفاظی بسر کردند عمر خود بلا حاصل
نمے از بہر معنی ہا نمے یابند فرصت را

گزاف و لاف شان ز ظاہر شرعستم بالا
کہ غافل از حقائق کے نکو دانند شریعت را

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفون یثرب را ندانند این فضیلت را

ز بوئے نافۂ عرفان چو محروم ازل بودند
پسندیدند در شان شہ خلق این مذلت را

ہمہ درہائے قرآں را چو خاشاکے بیفگندند
ز علم ناتمام شاں چہا گم گشت ملت را

ہمہ عیسائیان را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

درین ہنگام پر آتش بخواب خوش چساں خسپم
زماں فریاد میدارد کہ بشتابید نصرت را

شب تاریک و بیم دزد و قوم ما چنیں غافل
کجا زیں غم روم یارب نما خود دست قدرت را

ز خاک انگیزی شاں بر ضیائے خود نمی ترسم
نہاں کے ماند آں لمعے کہ حق بخشید فطرت را

کجا غوغائے شاں بر خاطر من وحشتے آرد
کہ صادق بشکنے نبود دگر بیند قیامت را

دیا کر آنکھ سے پانی درختان محبت کو
کہ تا اک دن تو پاوے میوہائے پر حلاوت کو

مسلمان باطن میں عجب رکھتا حقیقت ہے
خبر اس بات کی کیا ہو گرفتاران صورت کو

میں آیا یار سے تا خلق کو وہ چاند دکھلاؤں
نہ دیکھا مجھکو جس نے آج وہ دیکھیگا حسرت کو

تری آنکھوں سے گر پنہاں ہے میری شان - تعجب کیا
کہ بد پرہیز جو ہوگا نہ دیکھیگا وہ صحت کو

میں آنکھیں نہ تم کو حق شناسی کی نہ عرفان ہے
تو آخر تم نے کافر کہدیا عشاق ملت کو

کہاں میں آستان مصطفےٰ سے جاؤں اے احمق
کسی جا پر نہیں پاتا میں جب اس جاہ و دولت کو

بحمد اللہ کیا قطع تعلق قوم نے خود ہی
خدا نے رحمت و احسان سے یوں بخشا ہے خلوت کو

مجھے تو ان کی صورت دیکھنا از قسم دوزخ تھا
مجھے ہے ناز دلبر پر دیا پھر جس نے جنت کو

تو کیوں جلتا ہے میرے قرب سے جو مجھکو حق سے ہے
اگر کچھ زور ہے تیرا بدل دے رزق قسمت کو

کہاں نخوت سے ہاتھ آتا ہے دامن پاک مولا کا
ملے عزت اسیکو جو جلائے رخت عزت کو

ز لاف علم سے باز آ اگر چاہے رہ مولا
کہ اس کوچہ میں راہ ملتا نہیں پابند نخوت کو

خدا کو چاہتا ہے تو تنعم سے ہٹا دل کو
کہ دلبر چاہتا ہے بس تہیدستان عشرت کو

مصفا قطرہ چاہیے ہو تو گوہر اس سے پیدا ہو
کہاں دیکھے دل ناپاک روئے پاک حضرت کو

میں اک ذرہ بھی اس دنیا کی عزت کا نہیں خواہاں
نہ رکھ کرسی مری خاطر میں ہوں مامور خدمت کو

سبھی مخلوق اپنے واسطے عزت کی خواہاں ہے
مگر میں ہوں رہ حق میں طلب کرتا ہوں ذلت کو

ہر اک اس دور عالم میں امان و عافیت چاہے
مرے سر کو ہوا کیا چاہتا ہے جو مصیبت کو

جدھر میں دیکھتا ہوں روئے جاناں ہی نظر آتا
چمکتا مہر میں - ہر مہ میں دکھلاتا ملاحت کو

میں طالب عجز و غربت کا ہوا اس دن سے جب سمجھا
کہ میرا یار چاہتا ہے دل مجروح غربت کو

خودی و خود روی کی شاخ جڑ سے کاٹ دی میں نے
کہ اس ناپاک کو پیدا کیا بڑہاے لعنت کو

اٹھا دے گر کوئی پردہ ہمارے روضۂ دل سے
تو دیکھیگا وہاں اوس دلربا پاکیزہ طلعت کو

ہوا ہے نور عشق اس کا ہمارے بام سے روشن
مگر دیکھے وہی اس کو جو رکھتا ہو بصیرت کو

یہ اس کی چشم رحمت ہے جو کرتی یوں عنایت ہے
وگرنہ مجھ سا پا سکتا کب اس رشد و سعادت کو

میں اپنے علم پر نازاں یہ علم ظاہری والے
مگر پھینکا ہے اپنے ہاتھ سے مغز و حقیقت کو

.. ..

خدا نے قصہ شیطان بیان کر کے یہ سمجھایا
بناتا کبر ہے ابلیس ہر اہل عبادت کو

یونہی لفاظیوں میں عمر اپنی کر کیا ضائع
مگر معنی کی خاطر یہ نہیں پاتے ہیں فرصت کو

جو علم ظاہری میں لاف تھی انکو وہ تھی حاصل
جو غافل ہو حقیقت سے وہ کب جانے شریعت کو

مسیح ناصری کو تا قیامت زندہ یہ سمجھیں
مگر مدفون یثرب کا نہ پائے اس فضیلت کو

ازل سے ہی جو تھے محروم عرفان تو ان سب نے
روا رکھا ہے شان مصطفےٰ میں اس مذلت کو

جو تھے قرآن کے موتی سمجھ کر خاک سب پھینکے
اور اپنے علم ناقص سے کیا گم دین و ملت کو

مدد دی اپنے ہی اقوال سے عیسیٰ پرستوں کو
ہوئی جرأت عجب ان سے پرستاران میت کو

میں اس ہنگام پر آتش میں میٹھی نیند کیا سوؤں
زمانہ کہہ رہا ہے اٹھو پاؤ جلد نصرت کو

اندھیری رات خطرہ چور کا اور قوم یوں غافل
کہاں جاؤں میں اس غم سے دکھا یا رب تو قدرت کو

مجھے کیا ڈر ہے گر نور پر میں ڈالتے مٹی
تو پھر وہ روشنی کیسے جو حق نے بخشی فطرت کو

مرے دل پر ہو کیا وحشت تمہارے شور و غوغا سے
کہ صادق کب ہو بزدل دیکھے گر چہ قیامت کو

کلام المہدی

۲۶ ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ حضور نے اپنی تقریر جلسہ ماہ دسمبر میں فرمایا تھا۔ کہ قیامت آنیوالی ہے اور اس کا وقت قریب ہے۔ کیا اس سے یہ مراد ہے کہ کچھ سالوں کی بات ہے فرمایا کہ قرآن میں بھی ہے۔ اقتربت الساعۃ اور ایسی دیگر آیات پس سمجھ سکتے ہو کہ قریب کے کیا معنے ہیں۔ قرب الساعۃ کے جو نشانات تھے۔ وہ تو ظاہر ہو چکے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ آخری زمانہ ہے آنحضرت صلعم جب کوئی ہولناک واقعہ پیش آتا۔ تو فرماتے کہ قیامت آگئی (۲) ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ حضور کا الہام تھا ستائیس کو خوشیاں منائینگے۔ سو ۲۷۔ ماہ پوہ کو بارش ہوگئی اور لوگوں نے خوشیاں منائیں۔ فرمایا یہ تکلفات ہیں جو ہم نہیں چاہتے خدا کا وہ نشان ہوتا ہے۔ جو دل بول اٹھیں کہ دشمن بھی کہدیں کہ یہ بات ہوگئی گو دشمن کا اقرار زبان سے محال ہے۔ مگر تاہم نشان وہ ہوتا ہے جو اپنی عظمت سے رعب ڈال دے

فرمایا۔ جو خط آتا ہے۔ میں اُسے پڑھکر اُس وقت تک ہاتھ سے نہیں دیتا۔ جبتک دعا نہ کرلوں کہ شاید موقع نہ ملے۔ یا یاد نہ رہے۔ مگر دعا دو قسم ہے۔ جو اس کوچہ میں داخل ہوئے وہی خوب سمجھتا ہے۔ ایک معمولی ایک شدت توجہ سے اور یہ آخری صورت ہر دعا میں میسر نہیں آتی۔ سوز او قلق کا پیدا ہونا اپنے اختیار میں نہیں۔ کوئی مخلص ہو تو اسکے لئے خود ہی دعا کرنیکو جی چاہتا ہے۔ یوں تو ہر ایک شخص جو ہماری جماعت میں داخل ہے۔ اس کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ مگر مذکورہ بالا حالت ہر ایک کیلئے میسر نہیں آتی یہ اختیاری بات نہیں۔ پس جسے جوش دلاتا ہو وہ زیادہ قرب حاصل کرے۔

فرمایا جب انسان مکر کرتا ہے۔ تو اس کے ساتھ خدا بھی مکر کرتا ہے۔ مکر کا مقابلہ مکر کرے جب ہی بات بنتی ہے۔ نادان مکر کے لفظ پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ زبان کی ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ اس میں کوئی بری بات نہیں مکر اس باریک تدبیر کو کہتے ہیں۔ جو خبیث آدمی کے دفع کیلئے کی جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا نام خیر الماکرین رکھا۔

دعا دو قسم ہے ایک تو معمولی طور سے دوم وہ جب انسان اسے انتہا تک پہونچا دیتا ہے۔ بس یہی دعا حقیقی معنوں میں دعا کہلاتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ کسی مشکل پڑنے کے بغیر بھی دعا کرتا رہے۔ کیونکہ اسے کیا معلوم کہ خدا کے کیا ارادے ہیں اور کل کیا ہونے والا ہے۔ پس پہلے سے دعا کرو تا بچائے جاؤ۔ بعض وقت بلا اس طور پر آتی ہے۔ کہ انسان دعا کی مہلت ہی نہیں پاتا۔ پس پہلے اگر دعا کر رکھی ہو۔ تو اس اُس وقت میں کام آتی ہے۔

جب لوگ حد سے زیادہ دنیا میں دل لگاتے ہیں خدا سے بے پروائی اختیار کرتے ہیں تو انہیں متنبہ کرنے کے لئے عذاب نازل ہوتا ہے۔ دیکھو طاعون کیسی تباہی ڈال رہی ہے۔ ایک کو دفن کرکے آتے ہیں۔ تو دوسرا جنازہ تیار ہوتا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ بت پرستی انسان پرستی۔ مخلوق پرستی کی سزا آخرت میں ہے۔ مگر شوخیاں بدمعاشیوں ظلم و تعدی۔ غفلت اور اہل حق کو ستانے و دکھ دینے کی سزا اسی دنیا میں دیجاتی ہے۔ نوح کیوقت جو عذاب آیا اگر خدا کے رسول کو نہ ستاتے۔ تو وہ عذاب نہ آتا۔ یہ شوخی پر اس لئے عذاب آتا ہے۔ کہ " ایک چور دوسرا چتر" دنیا دار المکافات نہیں۔ اس میں دست بدست سزا صرف اسے ملتی ہے جو بدمعاشی کرے۔ جو شرافت کے ساتھ گناہ میں گرفتار ہو۔ تو اس کی سزا آخرت میں ہے۔ اب جو دنیا میں عذاب آیا۔ تو اسی لئے کہ دلیری شوخی شرارت حد سے بڑھ گئی۔ ایسی کہ گویا خدا ہے ہی نہیں۔ طاعون نے اس قدر سخت بربادی کی۔ مگر ابھی ان کے دلوں نے کچھ محسوس نہیں کیا۔ پوچھو تو ہنسی ٹھٹھے میں گذار دیتے ہیں بعض کہتے ہیں۔ معمولی بیماری ہے۔ گویا خدا کے قضاء و قدر سے منکر ہیں۔ بے شک یہ بیماری ہے۔ مگر انہی بیماریوں سے عذاب آیا کرتا ہے۔ یہودیوں پر جب یہ وبا پڑی تو خدا نے اسے عذاب فرمایا۔ یاد رکھو کہ جب خدا چاہتا ہے۔ انہی بیماریوں کو شدت و کثرت میں بڑھاکر ہلاک کر دیتا ہے۔ ان لوگوں کی بے یقینی کی یہ علامت ہے۔ کہ عذاب کو عذاب نہیں سمجھتے۔ خدا رحیم ہے۔ سزا دینے میں دھیما ہے۔ مگر یہ لوگ یاد رکھیں۔ کہ جب تک وہ وقت نہ آئے گا۔ کہ پکار اٹھیں "اب ہم سمجھے" یہ عذاب ہٹنے کا نہیں۔ اس کا علاج وہی ہے۔ جو ہم بارہا دفعہ بتا چکے ہیں یعنے تضرع و انابت الی اللہ

۳ فروری ۱۹۰۳ء۔ خدا کے مامور پر ایمان لانے کے ساتھ ابتلا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا و ھم لا یفتنون۔ (کیا لوگوں نے سمجھا کہ چھوڑے جائیں گے یہ کہنے کہ ہم ایمان لائے اور آزمائے نہ جائیں گے۔

گویا ایمان کی شرط ہے آزمایا جانا۔ صحابہ کرام کیسے آزمائے گئے۔ ان کی قوم نے طرح طرح کے عذاب دئے ان کے اموال پر بھی ابتلا آئے۔ جانوں پر بھی۔ خویش و اقارب پر بھی۔ اگر ایمان لانے کے بعد آسائش کی زندگی آجاوے تو اندیشہ کرنا چاہیئے۔ کہ میرا ایمان صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ سنۃ اللہ کے خلاف ہے۔ کہ مومن پر ابتلا نہ آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ جب اپنی رسالت پر ایمان لائے۔ تو اسی وقت سے مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ عزیزوں سے جدا ہوئے۔ میل ملاپ بند کیا گیا ملک سے نکالے گئے۔ دشمنوں نے زہر تک دیدیا۔ تلواروں کے سامنے زخم کھائے۔ اخیر عمر تک یہی حال رہا، پس جب ہمارے مقتدا و پیشوا کے ساتھ ایسا ہوا تو پھر اس پر ایمان لانے والے کون ہیں جو بچے رہیں۔ ایسے ابتلا، جب آویں تو مردانہ طریق سے ان کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ ابتلا اسی واسطے آتے ہیں۔ کہ صادق جدا ہو جائے اور کاذب جدا۔ خدا رحیم ہے۔ مگر وہ غنی اور بے نیاز بھی ہے۔ جب انسان اپنے ایمان کو استقامت کے ساتھ مدد نہ دے۔ تو خدا کی مدد بھی منقطع ہو جاتی ہے۔

بعض آدمی صرف اتنی سی بات سے دہریہ ہو جاتے ہیں کہ ان کا لڑکا مرگیا یا بیوی مرگئی یا رزق کی تنگی ہوگئی حالانکہ یہ ایک ابتلا تھا۔ جس میں پورے نکلتے۔ تو انہیں ان سے بڑھ کر دیا جاتا۔ اور رزق کی تنگی سے پراگندہ دل ہونا مومن متقی کا کام شیوہ نہیں۔ یہ جو پراگندہ روزی پراگندہ دل کہتے ہیں اس کے یہ معنے ہیں کہ جو پراگندہ دل ہو وہ پراگندہ روزی رہتا ہے۔ اور اول تو صادقوں کے سوانح دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے خود اپنے تئیں پراگندہ روزی بنالیا۔ دیکھو حضرت ابوبکر تاجر تھے بڑے معزز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر سب کو دشمن بنالیا۔ کاروبار میں بھی فرق آگیا یہاں تک کہ اپنے شہر سے بھی نکلے یہ بات خوب یاد رکھو کہ یہی تقوے ایسی چیز ہے۔ جس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں اور کل پراگندگیوں سے نجات ملتی ہے۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو خدا تعالے پر تہمتیں دیتے ہیں۔ تمام انبیاء و راستبازوں کی گواہی ہے۔ کہ اللہ تعالے سے زیادہ رحیم و کریم کوئی نہیں۔ انسان جو حد سے زیادہ تنگ ہو جاتا ہے تو یہ اس کی اپنی ہی غلطی کا نتیجہ ہے۔ تو کل میں کمی ہوتی ہے صدق قدم نہیں ہوتا۔ صحیح طور سے شروع معلوم کرنا مشکل ہے۔

[illegible] انسان کہہ سکتا ہے۔ میں صالح ہوں زاہد ہوں مگر خدا کے نزدیک وہ بدکار ہوتا ہے۔ ایسے ہی بعض ایسے بندے بھی ہیں جو لوگوں کی نظر میں بُرے سمجھے جاتے ہیں۔ مگر خدا کے نزدیک [illegible] ابو جہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] سمجھا مگر اللہ کے نزدیک آپ سرورِ کائنات تھے [illegible] پر یقین تھا۔ کہ اس نے مباہلہ [illegible] اور کہا۔ اللّٰھم من کان افسد للقوم [illegible] اھلکہ الیوم

[illegible] ہے۔ اسے پکا یقین تھا جبھی تو یہ کلمات [illegible] ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ نے فعلی رنگ [illegible] ظاہر کر دیا۔ کہ صادق اور پاکباز کون ہے اور کاذب اور [illegible]

[illegible] تعالیٰ فرماتا ہے۔ لو کنا نسمع او نعقل [illegible] فی اصحاب السعیر۔ علم صحیح اور عقل سلیم یہ بھی [illegible] انسان ہیں جس میں شقاوت ہو۔ اسکی مت [illegible] وہ نیک کو بد اور بد کو نیک سمجھتا ہے

[illegible] بدر کی خدمتیں

[illegible] تاج الدین عمر پروپرائٹر کی ایک درخواست

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جن جن مشکلات [illegible] بیماریوں اور نقصانات کا اخبار بدر مجھے مقابلہ کرتا رہا ہے۔ وہ میرے مکرم احباب سے پوشیدہ نہیں [illegible] ان تمام نقصانوں کو آج تک ثابت قدمی اور [illegible] کے ساتھ برداشت کیا ہے۔ اگرچہ عام تجارتی [illegible] کہ جہاں نقصان ہوتا دیکھا جائے [illegible] دیا جاوے اور تھوڑے نقصان [illegible] کر لیا جاوے۔ لیکن [illegible] علم تجارت [illegible] پہلی بات تو یہ ہے کہ بدر کے اجراء سے اور اس کے قیام سے دو گونا گوں خدمات اسلام مد نظر ہیں اور [illegible] جو اس کے وجود سے [illegible] ہو رہی ہیں اور جن کا اعتراف ہر ایک صاحب نظر کو ہے اور دوسری بات یہ کہ اس کا مالی معاملہ ایک ایسی شاکر اور قدر شناس قوم کے ساتھ تھا اور ہے جو آج دنیا بھر کی قوموں میں سے منتخب حق شناس قوم ہے میں ہمیشہ یہی سمجھتا رہا ہوں۔ کہ جب کبھی میری قوم اس طرف توجہ کرے گی اوسی وقت ان سارے نقصانات کی تلافی ہو جائے گی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ میرا یہ سمجھنا غلط ثابت نہیں ہوگا۔ آج سے پہلے میں نے کبھی اپنی پیاری قوم کو اس طرف متوجہ کرنے کیلئے جرأت نہیں کی۔ کیونکہ یہ خیال میرے دل میں پختہ طور پر متمکن ہے کہ میرے احباب خود ہی اس کے فکر میں ہوں گے اور آپ ہی اس طرف متوجہ ہوں گے۔ جو خدمتگار وفاداری اور عملگی کے ساتھ خدمت بجا لاتا رہتا ہے۔ ضرور ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک دن آقا کی نظر لطف اوس کی طرف پڑتی ہے اور وہ آپ ہی اس کی قدر افزائی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اوس وقت بھی میرا ارادہ نہ تھا۔ کہ میں اس بارے میں کچھ لکھوں اور اپنے بھائیوں کو کہوں کہ وہ اب بدر کی اعانت کے لئے ذرا اپنی کوششوں کے دائرہ کو وسیع کریں۔ کیونکہ بدر کی اخلاص سے بھری خدمتیں اس کے لئے قبولیت کے دروازے کھول رہی ہیں اور خدا کے فضل سے اور برکتوں کو جذب کر رہی ہیں لیکن چونکہ کثیر التعداد احباب کے استفساروں اور درخواستوں نے مجھے مجبور کیا ہے۔ اس لئے میں یہ چند سطریں اپنے بھائیوں کی خدمت میں لکھتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ میری گذارش قبولیت سے دیکھی جائے گی۔ اور ثمر لائے گی۔

تھوڑے دن گذرے ہیں کہ مجھے برادرم مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر و مینجر بدر کی ایک چٹھی موصول ہوئی۔ جس میں اونہوں نے "بدر" کا نتیجہ لکھا اس میں اونہوں نے دکھایا ہے۔ گویا للعہ۸۴ کا سال ۱۹۰۸ء میں نقصان ہے۔ اس کے علاوہ کئی [illegible] گذشتہ سالوں میں میری کتابوں کی فروخت سے [illegible] ہوا جو وہ بھی خرچ ہو گیا اور مجھے ایک پیسہ بھی نہیں دیا گیا۔ اس حساب سے قریب کئی ہزار روپیہ کا نقصان سال ۱۹۰۷ء تک بدر کو ہوا۔ میرے مکرم احباب اس سے واقف ہیں۔ کہ گذشتہ سالوں کی [illegible] سال ۱۹۰۸ء بدر کے لئے بہت اچھا اور معقول فتوحات کا سال گذرا ہے۔ اس سال میں جب کہ یہ حال رہا ہے۔ تو سالہائے گذشتہ کا اندازہ آپ ہی لگ سکتا ہے۔

میں اپنے بھائیوں کا شکوہ نہیں کرتا۔ بلکہ میں صدق دل سے اپنی جماعت کا شکر گذار ہوں۔ کہ اونہوں نے بدر کو قبولیت کا شرف بخشا۔ بے شمار حمد اور تعریف اوس خدا کی ہے۔ جس نے بدر کو ایسی عزت عطا کی ہے۔ کہ آج وہ اوس کے پیارے امام اور اس کے بزرگ صحابیوں کی نگاہ میں ایک خاص امتیاز اور قبولیت رکھتا ہے۔ دراصل میرے لئے اس سے بڑھکر خوشی کا مقام اور کیا ہو سکتا ہے میں دل سے خدا کے فضلوں کا معترف اور ہزار جان سے اسپر قربان ہوں۔

بعض بھائیوں نے مجھے پوچھا ہے۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ بدر کی اتنی بڑی ہوئی خریداری ہوتی ہے اور قیمت بھی اس کی زیادہ ہو گئی ہے۔ تو پھر بھی آپ کو نقصان ہوتا ہے۔ نقصان کی وجہ تو یہ ہے۔ کہ خرچ زیادہ ہوتا ہے اور آمدنی ابھی خرچ کے مقابلہ میں کم ہے۔ اسلئے لازمی نتیجہ نقصان ہوتا ہے۔ خرچ کی زیادتی کی وجہ سے کوئی اسراف اور تبذیر نہیں۔ جہاں تک منتظمان کی سمجھ ہے خرچ کرنے میں احتیاط سے کام لیتے ہیں۔

چونکہ بدر کے لئے یہ اصول ہمیشہ مدنظر رکھا جاتا ہے کہ اپنی قوم کے آراء اور خیالات کے سانچے میں اپنے آپکو ڈہالنا چاہیئے۔ اور ان کے لئے مفید بننا چاہیئے اس لئے حساب کتاب کے پہلو میں بدر طیار ہے کہ ہمارے احباب میں سے جو صاحب چاہیں ملاحظہ فرمائیں اور آمد و خرچ کے متعلق جو نیک تجاویز پیش کریں اون پر عمل کرنے کے لئے ہم طیار ہیں۔

بدر کی قیمت کی زیادتی کبھی ہم اپنے خیال اور قیاس سے نہیں کرتے۔ بدر کی پالیسی کو اپنے احباب کی اقتضاء رائے پر رکھا ہوا ہے۔ جو امر احباب کثرت رائے یا اتفاق سے اس کیلئے تجویز کرتے ہیں۔ اوسی پر عمل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حال میں جب ایک کثیر التعداد جماعت نے یہ درخواست کی۔ کہ دنیاوی خبروں کے صفحات بدر میں بڑھا دئے جاویں۔ تو وہ بڑھا دئے گئے اور ایک جزو قیمت زائد کی گئی۔ لیکن اس ایزادی قیمت کا فائدہ تو جماعت کو پہونچا ہے نہ کہ کارخانہ کو۔ کیونکہ کارخانہ نے قیمت بقدر اپنے اخراجات کے بڑہائی ہے۔ میں اس بات کو زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہتا یا یہی اوس

گذارش کی طرف آپ کی توجہ کو مبذول کرنا چاہتا ہون جسکے لئے مین نے یہ سطرین لکھی ہین اور وہ یہ ہے۔

مین آپ لوگون کا ایک ناچیز بھائی ہون۔ آجتک بہت نقصان خاموشی سے برداشت کیا ہے۔ اب معاملہ برداشت کی حد سے تجاوز کر رہا ہے۔ اس لئے آپ سب احباب اس قومی کام مین میرا ہاتھ بٹائین۔ مین آپ سے نہ تو کوئی چندہ طلب کرتا ہون اور نہ قرض کا خواستگار ہون۔ ایک بات چاہتا ہون۔ کہ آپ تمام خریداران بدر کم از کم ایک ایک خریدار بہت جلد بہم پہونچادین۔ اور ان کی قیمتین بھجوادین۔ اگرچہ مین جانتا ہون کہ بعض احباب ایسے صاحب اثر ہین کہ اون کی ذراسی کوشش سے بیس بیس خریدارون کا بھی بہم پہونچانا مشکل نہین اور امید رکھتا ہون۔ کہ ایسے باا‌ثر بزرگ ضرور اپنی ہمت و کوشش کے دائرہ کو وسیع کر کے صرف ایک ہی خریدار دینے پر قناعت نہ کرین گے۔ بلکہ جہان تک اون سے ہوسکیگا دریغ نہ کرین گے۔ لیکن ہیتے کم از کم حداعانت الیسی رکھی ہے جو ہر ایک طبقہ کا بزرگ آسانی سے کرسکتا ہے۔

میرے مولا! میرے مکرم احباب کو ہمت عطا کر کہ وہ میری اس عرضداشت کی طرف توجہ فرماوین۔ اور میری گذارش کو قبول کرین۔ آمین۔ والسلام

خاکسار معراج الدین۔ قادیان۔ ۱۵ فروری ۱۹۳۴ء

محررہ بالا سطور مخدومی مکرمی محسنی میان معراج الدین عمر صاحب (معراج منزل۔ لاہور) نے دفتر بدر مین تشریف لا کر بعد معائنہ حساب کتاب تحریر فرمائی ہین۔ واقعی ان کی اپیل اس قابل ہے۔ کہ قوم اس کیطرف غیر معمولی توجہ کرے اخراجات کے متعلق مین اپنی ذاتی واقفیت سے (کیونکہ مین خود اس دفتر مین ڈیڑھ سال سے کام کر رہا ہون) یہ شہادة دے سکتا ہون۔ کہ وہ آمدنی سے بہت زیادہ ہین۔ جسکی وجہ یہ کہ اول تو ایڈیٹر صاحب ایک معقول تنخواہ پر تھے۔ پھر اب اخبار کے حجم کے بڑھنے اور دیگر وجوہات سے ایک اسسٹنٹ کو رکھنا پڑا۔ پھر اخبار کی کثرت اشاعت نے مجبور کیا۔ کہ ہم ایک اور پریس سے کام لین جسکے اخراجات تقریباً ۱۵ ماہوار بڑھ گئے علاوہ ازین ایک اور کاتب کی خدمات بھی لی گئین ہین یہان تک ہی نہین بلکہ اخبار چونکہ بدھ کی شام تک ہی تیار ہو سکتا ہے اور اس سے پہلے اس کی کاپیون کا لکھا جانا بوجہ تازہ وحی و تازہ خبرون کے مناسب نہین اسلئے اخبار کی شکل اور تھلنے اور اس کو بند کرنے اور ٹکٹ لگانے کا

کام ڈبل اجرت دیکر رات ہی کو کرانا پڑتا ہے تاکہ صبح اخبار وقت پر روانہ ہوسکے۔ ٹھیک تاریخ پر نکالنے کے لئے بعض اوقات ہمین ڈبل اور اجرت پر بعض کاپیان لکھنی پڑتی ہین۔ ایسے حالات مین آپ اس نتیجہ پر پہونچ سکتے ہین۔ کہ "بدر" کیون پیہم نقصان پر نقصان اٹھا رہا ہے۔ اگر جملہ خریداران بدر ہمت کر کے ایک ایک نیا پیشگی قیمت دینے والا مہیا کردین۔ تو بہت کچھ سہولت ہوسکتی ہے۔ بلکہ میرا خیال ہے۔ کہ آئندہ سال قیمت سالانہ مین بھی تخفیف ہوسکیگی۔ (اکمل)

بدر کے قلمی معاونون کی خدمت مین ایک ضروری گذارش

بعض دوست ہمارے پاس ایک ایسا مضمون چھپنے کیلئے ارسال کرتے ہین جو اونہون نے دوسرے اخبار مین بھی ارسال کردیا ہوتا ہے یہ ایک ایسی کارروائی ہے کہ جسکو خریداران اخبار عموماً ناپسند ہوتی ہے جو مضمون ایک دفعہ ایک اخبار مین شائع ہوجاتا ہے وہی اگر دوسری اخبار مین چھپے تو اس کا پڑھنا ناظرین پر دوبھر ہوجاتا ہے اور اکثر احباب دونون اخبارون کے مشترک خریدار ہین اسلئے نامہ نگارونکو مطلع کیا جاتا ہے جیساکہ پہلے بھی کیا جاچکا ہے۔ کہ آئندہ وہ ایسے مضامین ہمارے ہان ارسال نہ کرین جسکو وہ دوسرے اخبار مین بھی ارسال کرچکے ہون یا کرینگے ارادہ رکھتے ہون ہم آئندہ صرف اوس مضمون کو چھاپنے کیلئے تیار ہونگے جسکے اخیر مین صاحب راقم نے صفائی سے لکھدیا ہو یہ مضمون خاص بدر کیلئے لکھا گیا ہو اور اس کو کسی دوسرے اخبار مین نہین بھیجا اور نہ بھیجنے کا ارادہ رکھتا (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعت

ہمارا قرآن

احمد پاک پر اترا ہے ہمارا قرآن
سینکڑون سال کے مردون کو کیا ہے زندہ
ظلمتین کفر کی سب دور ہوئین عالم سے
کفر و ایمان مین فرقان کیا ہے اس نے
اختلافات رہین تو بالکل ہی نہین ہے ممکن
جبکہ فیہا کتب قیمہ صاف آیا ہے
اگلی پچھلی سبھی باتین ہین نمایان اس مین
نقد جان دے کے بھی گویا ہم ہارے آنے
سامنے اس کے نہین چھپتا عصائے موسٰے
پڑھئے جون جون اسے کچھ اور ہی ملتا ہے مزا
دل کی آنکھون پہ تدبر کی چڑھا لو عینک
آؤ بخشونگا شفا مین ہوں شفاء الناس
انبیاء کی جو شریعت تھی ہوئی اس پر ختم
دل سے سینے سے لگائے نہ رکھین ہم کیونکر

منہ سے اللہ کے نکلا ہے ہمارا قرآن
اس مین کیا شک کہ مسیحا ہے ہمارا قرآن
رشک صد نیر بیضا ہے ہمارا قرآن
ایک تفسیر فتمثل ہے ہمارا قرآن
افق وحی سے چمکا ہے ہمارا قرآن
سب کتابون کا خلاصہ ہے ہمارا قرآن
لوح محفوظ کا نقشہ ہے ہمارا قرآن
ہم تو جانینگے کہ سستا ہے ہمارا قرآن
غیرت صد ید بیضا ہے ہمارا قرآن
سننے والے سنین کیسا ہے ہمارا قرآن
اوج معنی مین ثریا ہے ہمارا قرآن
کل مریضون کو بلاتا ہے ہمارا قرآن
خاتم ادیان خدا کا ہے ہمارا قرآن
جب ہمارا ہے ہمارا ہے ہمارا قرآن

جو ضروری تھا وہ سب اس مین مہیا پایا!
اس کے فیضان سے ہم سب نے یہ پایا پایا!

مست الست مجھ کو ساقی بنا رہا ہے ⁂ کیف شراب الفت آنکھون مین آرہا ہے
چمن چمن کے نور اسکا پھیلا ہے سب جہان مین ⁂ پردہ مین بیٹھ کر وہ جلوہ دکھا رہا ہے
ہر رنگ مین نہان ہو ہر شکل مین عیان ہے ⁂ آنکھون مین بس رہا ہے دل مین سما رہا ہے (عرفانی)

مسیح موعودؑ پر ایمان خواب کے ذریعہ

حدیث میں آیا ہے کہ مہدی کیلئے ندائے آسمانی آئے گی۔ کہ یہ خلیفۃ اللہ مہدی ہے۔ نادانوں نے اس کا مطلب نہیں سمجھا اور یہی خیال کرتے رہے کہ بادل میں سے کوئی ایسی آواز دیگا۔ حالانکہ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ خواب میں ملائکہ سعید روحوں کو ہدایت کریں گے۔ چنانچہ اس کی تازہ مثال یہ خط ہے۔ جو جناب رسالتآب میں پہونچا ہے۔ واقعی جو شخص خدا ترسی کو کام میں لیکر اللہ کے حضور حق و باطل کے امتیاز کی دعا کرتا ہے۔ وہ کبھی محروم نہیں رہتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب مرشدنا و مولانا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ راقم عاجز موضع دوالمیال ضلع جہلم کا باشندہ ہے۔ جہاں ایک شخص فقیر مرزا نام حضور سے مباہلہ کرکے طاعون سے ہلاک ہو چکا۔ ہمارے گاؤں میں بہت مدت سے جناب کے دعویٰ کی نسبت بحث تکرار شروع ہے۔ راقم عاجز بھی اس بارہ میں مولوی کرم داد اور حافظ شہباز صاحب احمدی سے جھگڑتا رہا کہ پہلے تم لوگوں نے دوسرے مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی سمجھ کر ہمیں اہل حدیث کے زمرہ میں داخل کیا جس سے ہمارے خویش اقارب میں ہلچل پڑ گئی تھی ہم اس لڑائی جھگڑائی سے اچھی طرح فارغ بھی نہیں ہو چکے تھے جو آپنے گاؤں میں ایک اور فساد کھڑا کر دیا اور اب اہلحدیث کو بھی شرک میں مبتلا کر کے مرزائی ہو گئے چونکہ عاجز اکثر اوقات احمدی بھائیوں کی مجلس میں شریک ہو کر حضور کی تصانیف کو سنتا رہا۔ اس لئے خاکسار کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ جھوٹے شخص کے کلام میں ایسی تاثیر نہیں ہوتی۔ اور نہ جناب مولوی نور الدین صاحب جیسے متقی انسان کا جھوٹے سلسلہ میں داخل ہونا ممکن ہے۔ مگر جب کتاب احوال الآخرۃ وغیرہ کو پڑھتا۔ تو شک میں پڑ جاتا۔ کہ مہدی تو عرب میں پیدا ہوگا۔ الغرض اسی حالت میں میں نے رات کو اٹھ کر نماز تہجد میں دعائیں مانگنی شروع کیں کہ یاالٰہی تو بڑا ہی رحیم و کریم ہے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز پر حق ظاہر فرما۔ اگر مرزا صاحب تیری طرف سے مامور ہو کر آئے ہیں۔ تو مجھ گنہگار کو اپنے امام برحق کی بیعت میں شامل فرما۔ ایسا نہ ہو کہ میں تیرے فرستادہ کی مخالفت کر کے ہلاک ہو جاؤں۔ جہاں تک ہو سکا میں نہایت عاجزی اور خشوع کے ساتھ سجدہ میں پڑھ کر یہ دعا مانگتا رہا۔ جب اسی طرح کئی روز گذر گئے اور میرے دل کی تنگی و اضطراب بڑھتا گیا۔ تو آخر ۲ فروری ۰۶ء کی رات کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میری دعا قبول فرمائی اور خواب یعنی رؤیا کے ذریعہ سے حضور کی صداقت اس عاجز پر کھولی گئی۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ میں سچ سچ لکھتا ہوں۔ میں نے ایک حرف بھی اپنی طرف سے نہیں ملایا۔

کیا میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک چھوٹا سا تالاب ہے جو لبالب پانی سے بھرا ہے۔ میں نے اس میں بیٹھ کر وضو کیا۔ جب وضو کر کے اٹھا تو جنوب کی طرف سفید رنگ کا بادل نظر آیا۔ میں اس خیال میں کہ بادل برسنے شروع ہو جاویں وہاں سے چل پڑا اور اپنے آپ کو ایک ایسی سڑک پر پایا۔ جسکی دونوں طرف بید کے درخت ہیں۔ اور وہ بہت ہی گھنے اور جھکے ہوئے ہیں۔ اس سڑک کی ایک طرف میں اور دوسری طرف مولوی کرمداد صاحب اور حاجی غلام محمد احمدی جا رہے ہیں اور سامنے ایک شہر کا دروازہ نظر آ رہا ہے۔ اور سڑک کے درمیان اس دروازہ کی طرف سے بہت سی اونٹوں کی قطاریں نکل کر چلی آ رہی ہیں۔ جن پر سفید رنگ کی بوریاں لدی ہوئی ہیں۔ مجھے کوئی چیز جو دکھائی نہیں دیتی سڑک پر چلنے سے روکتی اور پیچھے ہٹاتی ہے اور میں بڑی مشکل سے قدم اٹھاتا ہوں۔ جیسے کوئی دلدل میں چلا نہیں جاتا۔ جب ہم دروازے کے قریب پہونچے۔ تو حاجی غلام محمد بھی میری طرف آ گیا اور ہم دونوں بڑے زور سے سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتے ہوئے دروازہ سے شہر میں داخل ہوئے جس بازار میں ہم جا رہے تھے اس کی دونوں طرف تین پاٹیاں ہیں اور ان کے اوپر بڑے خوش نما پھول رکھے ہیں۔ جہاں بازار ختم ہوا وہاں ایک زرد رنگ کا اونچا مینار ہے۔ جس کے اوپر ہم نے چڑھنا ہے۔ جب میں مینار کے نیچے جا کر کھڑا ہوا۔ تو دل میں سوچنے لگا۔ کہ بغیر زینہ کے ہم کیونکر اوپر چڑھ سکتے ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ مینار کے ساتھ پاؤں رکھنے کی ایک جگہ بن گئی ہے میں نے اس میں اپنا پاؤں رکھا۔ پھر دوسرے پاؤں کے لئے اوپر جگہ بن گئی۔ اسی طرح اوپر سے میں قدم اٹھاتا اور ساتھ ساتھ جگہ بنتی جاتی تھی۔ مولوی کرمداد صاحب بھی میرے ساتھ بغیر کسی سہارے کے ہوا میں چڑھتے گئے جنکو دیکھ کر میں حیران ہوا۔ جب ہم مینار کے اوپر پہونچے۔ تو وہاں ایک مکان دکھائی دیا۔ جس میں حضور سوئے پڑے ہیں اور حاجی غلام محمد پاس کھڑا کہہ رہا ہے کہ اوہو حضرت صاحب کو دھوپ آگئی اور اب تک کسی نے ان کو جگایا نہیں۔ میں نے حاجی صاحب کو چپ رہتا نہیں دیکھا۔ کہ وہ آپکے پاس کیونکر پہونچے اتنے میں حضور نے مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ مولوی جی کیوں اس غریب کو میرے لئے مار لائے یا مار کر لائے ان لفظوں میں مجھے شک ہے۔ اس کے بعد میں نے آپکے ہاتھ چومنے شروع کئے جن سے اعلیٰ درجہ کی خوشبو آتی تھی بلکہ صبح کیوقت بیداری کی حالت میں بھی مجھے یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ خوشبو آ رہی ہے۔ پھر میں نے عرض کی کہ یا حضرت میرے لئے دعا فرمائیں آپ دیر تک دعا مانگتے رہے اور حضور کے سر مبارک سے مثل شعاع آفتاب کے چمکار نکلتے تھے۔ بعد دعا کے آپنے شمال کی طرف ہاتھ مبارک پھیلایا تو اوپر سے آواز آئی۔ کہ اس شخص کیواسطے اور بھی دعا فرمائیے۔ آپنے پھر دعا مانگی اور اپنے دونوں پاؤں مبارک میری جھولی میں دراز فرما دئیے۔ میں انکو مٹھی بھرنے لگا اور مجھے جناب کے قدم مثل روئی کے نرم معلوم ہوتے تھے۔ اسی حالت میں خاکسار بیدار ہو کر بیٹھ گیا اس وقت میرے سینہ سے یہ آواز نکل رہی تھی " یہی ہے مدینہ یہی ہے مدینہ"۔

اس حالت کو دیکھ کر میرا دل کانپ گیا۔ میں اپنے کلمات ناروا اور الزامات بیجا کو یاد کر کے بہت ہی شرمندہ ہوں۔ اے خدا کے برگزیدہ رسول جو کچھ اس ناکارہ اور نالائق نے بوجہ غلطی کے حضور کے حق میں بیہودہ گوئی کی ہے۔ معاف فرما دیں۔ اب میں سچے دل سے آپ پر ایمان لایا۔ میری بیعت منظور فرمائی جاوے اور پوری توجہ سے مجھ گنہگار کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ میری طبیعت کو استقامت بخشے۔ اور میں شکوک و شبہات سے محفوظ رہوں۔ میرے اس خط کو اخبار میں بھی درج فرمایا جاوے۔ شائد کوئی سعید روح اس سے فائدہ حاصل کرے۔

الراقم

حاجی کریم بخش از دوالمیال ضلع جہلم

اتمام البرہان مصنفہ شیخ احمد حسین صاحب

میرٹھی پر ریویو

از سید صادق حسین صاحب صادق مختار عدالت وسکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

شیخصاحب صفحہ ۵ - اتمام البرہان میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا - جو شخص نئی بات نکالے ہمارے اس کام میں یعنی ہمارے دین اور شریعت میں جو اوسمیں نہیں سو وہ نئی بات یا اس کا نکالنے والا مردود ہے - یعنی دین میں وہ نئی چیز نکالے جسکی شرع میں کچھ اصل نہیں کھلی نہ چھپی - سو وہ نہایت گمراہی ہے - اور اس کا نام بدعت ہے "

شیخصاحب کی اس تحریر سے ہم کو بکلی اتفاق ہے - مگر ساتھ ہی ہم اس قدر عرض کردینا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم میں کوئی ایسی بات نہیں دکھلا سکے نہ آئندہ دکھلاسکتے ہیں جسکی نسبت یہ کہنا جائز ہو کہ شرع شریف میں اسکی کچھ اصل نہیں نہ کھلی نہ چھپی - پس سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کے متعلق جو کچھ انہوں نے بدزبانی اور گندہ دہانی کے جوہر دکھا کر اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا ہے - اس کی زد حقیقت میں شریعت محمدیہ پر پڑتی ہے - اور یہ ایک ایسا افسوسناک امر ہے کہ کوئی مومن اسکو روا نہیں رکھ سکتا -

صفحہ ۶ میں شیخصاحب نے آیۃ کریمہ ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین سے استدلال کرکے یہ اعتراض کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ٹھہرے - تو پھر آئندہ نبی یا مثل نبی کی امید کیوں کر جبکہ اصل نبوت کا ہی خاتمہ ہوچکا - تو مثل نبی کس غرض اور کس مدرسے سے برآمد ہوا کیا خاتم نبی کو تمام انجام نہیں ہوا جو ایسا دعوی سنتے - کوئی ثبوت قرآنی ہے یا کوئی من کی گھڑی ہوئی کہانی ہے - قرآن میں تو کہیں اس کا پتہ و نشان نہیں -

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ایک یاوہ گو سلیقت الطبع مقلد پیشہ کو قرآن دانی سے کیا تعلق - جناب شیخصاحب جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے آئندہ نبی یا مثل نبی کی امید نہیں ہوسکتی تو حضرت عیسی نبی اللہ کی آمد کی امید کیونکر ہوسکتی ہے - جو کچھ آپ نے اس کا جواب سوچا ہو وہی ہماری طرف سے سمجھ لیں - خاتم النبیین کی بحث پر عرصہ ہوا کہ ہم نے ایک مضمون لکھا تھا - مناسب مقام سمجھکر ہم اس کا خلاصہ یہاں درج کرتے ہیں اور وہ یہ ہے -

خاتم النبیین

مسلمانوں کا یہ عقیدہ بلا اختلاف چلا آتا ہے کہ حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر خاتم النبیین سے کیا مراد ہے اس سے بہت کم لوگ واقف ہیں اور اسی وجہ سے اس مراد کے سمجھنے میں اختلاف چلا آتا ہے لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مسلمان بھائیوں کی خدمت میں یہ چند سطور پیش کروں - پس واضح ہو کہ -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جب صاحبزادے فوت ہوگئے تو کافروں نے آپ کو ابتر کہنا شروع کیا - عرب کے محاورہ میں ابتر اس کو کہتے ہیں جسکی نسل ذکور کا سلسلہ منقطع ہوجائے - خداوند جلشانہ نے اپنے حبیب پاک کیطرف سے کفار کو دو جواب دئے - ایک تو انّ شانئک ھو الابتر - یعنے اے پیغمبر تیرا دشمن ہی ابتر ہے اور دوسرا جواب یہ دیا کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین - یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں یعنی آپ کا کوئی جسمانی بیٹا موجود نہیں - مگر کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ وہ روحانی بیٹوں کا باپ یعنی رسول اللہ ہے - اور رسول اللہ بھی کیسا خاتم النبیین یعنی تمام اگلے پچھلے نبیوں کا خاتم ہے - واضح ہو کہ لفظ خاتم اس آیت میں فتح تائے فوقانیہ کے ساتھ آیا ہے اور خاتم کے معنے ہیں - مہر اور النبیین میں الف لام استغراق کا ہے اور مقصود لفظ خاتم النبیین سے کفار کو ایسا جواب دینا ہے جس سے ان کا یہ اعتراض رفع ہو - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسل ذکور منقطع ہوگیا ہے اس لئے وہ معاذ اللہ ابتر ہیں - پس ان وجوہ پر نظر ڈالکر خاتم النبیین کے ایسے معنے کرنے لازم ہونگے جنسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسل روحانی کا سلسلہ آئندہ تا قیامت جاری رہنا ثابت ہو - ورنہ آپ کو صرف گذشتہ نبیوں کا خاتم ماننے سے کفار کے اس طعن کا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتر ہیں کیونکہ ان کی نسل ذکور کا سلسلہ منقطع ہوگیا - کچھ بھی جواب نہیں ہوتا - بلکہ تردید کی بجائے کفار کے طعن کی اور الٹی تائید ہوتی ہے -

اس قرآنی استدلال کے جواب میں بعض لوگ ایک حدیث پیش کرتے ہیں جسکے الفاظ یہ ہیں لا نبی بعدی یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا - اس حدیث پر نعدد یکر کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا - پس اگر اس حدیث کے یہی معنی لئے جاویں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلقا کوئی نبی نہیں آسکتا - تو اول تو یہ حدیث آیہ کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین کے معارض ہوگی - اس لئے پایہ اعتبار سے ساقط ہوجائیگی - ثانیاً احادیث ذیل بھی اس کے معارض ہوں گی اور وہ احادیث یہ ہیں - (۱) بخاری وغیرہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ میری اُمت میں محدث اور مکلّم ہوں گے اور محدث بفتح دال من وجہ نبی ہوتا ہے - کیونکہ فرشتے اوس سے ہمکلام ہوتے اور وحی اس پر نازل ہوتی ہے - بلکہ اوسکی وحی بھی نبیوں کی وحی کی طرح دخل شیطانی سے محفوظ رکھی جاتی ہے (۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنے جنس نبوت سے ایک نوع مبشرات کی باقی ہے اور اس نوع میں مبشرات اور منذرات اور امور غیبیہ اور لطائف قرآنیہ اور علوم لدنیہ داخل ہیں - پس جب مبشرات جزو نبوت تامہ ہوئے - تو صاحب مبشرات صاحب نبوت جزوی ٹھیرا - کیونکہ اس کلام میں نفی نبوت کے بعد مبشرات کا استثنا کیا گیا ہے اور مستثنی منہ مذکور ہے اور من تبعیضیہ ہے - پس بموجب ان صحیح قواعد کے مبشرات کا جزو نبوت ہونا صریح منطوق کلام نبوی سے ثابت ہوا - اور جب نبوت جزئی کا باقی رہنا ثابت ہوگیا - تو جزئی نبی کا آنا بھی ثابت ہوگیا - اس لئے حدیث لا نبی بعدی کی تعمیم غلط قرار پائی اور یہ معنے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا - جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہونے کا شرف حاصل نہ ہو - نہ کوئی ایسا نبی آسکتا ہے - جو صاحب شریعت جدیدہ یا صاحب نبوت تامہ ہو -

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے -

رؤیا المؤمن ستۃ واربعین جزء من اجزاء النبوۃ یعنی مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے - اس حدیث سے بھی معلوم ہوا - کہ جزئی نبی ہوا - پس حدیث لا نبی بعدی کا عموم ہرگز قائم نہیں رہا -

۴ - ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی یہی مذہب رکھتی ہیں

رہ جاتے ہیں وجہ یہ ہے کہ جب کسی چیز کی تکمیل اور درستی کے لئے مثلاً لکڑی یا لوہے اور سونے چاندی وغیرہ کی درستی اور تکمیل کے لئے اس پر اوزاروں ہتھیاروں کو طرح طرح سے چلائے جاتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ انکو خراب وخستہ کیا جائے۔ بلکہ اس واسطے تراشا اور چھیلا اور کلا یا اور کوٹا جاتا ہے کہ وہ اپنے کمال تک پہونچکر ایک قیمتی اور قابل قدر چیز بن جاویں۔ اسی طرح انسان کی تکمیل کے لئے بھی تکلیف شرعیہ یعنے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ مقرر کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ حضرت انسان ان ہی طرح طرح کے حیلے حوالے نکال کر ٹال مٹول کرکے کماحقہ روحانیت اور طمانیت حاصل کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ اس لئے مجبوراً دوسرے ہتھیاروں یعنے دشمنوں کے ایذا رسانی اور تکالیف قضا و قدر سے اسکی بھی طرح خبر لی جاتی ہے۔ پھر تو خوب ہی سیدھا ہو جاتا ہے یہ کوئی ظلم اور زیادتی نہیں۔ بلکہ قانون قدرت ہی اسی طرح چلا آتا ہے۔ کہ ہر ایک چیز کی تکمیل اور درستی کے لئے خواہ مخواہ طرح طرح کے الٹ پھیر ضروری کرنے پڑتے ہیں۔ اب جس پاک گروہ کو سارے جہان کے لئے نمونہ اور اسوہ بنایا گیا ہے۔ ان کو کیوں نہ پورا پورا درست اور ٹھیک کرکے دکھایا جاوے۔ اسی میں ظلم کیا اور زیادتی کی بات کونسی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرٰت وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولٰئک ہم المہتدون۔ یعنے ہم ضرور ہی انسان کو طرح طرح کی بلاؤں اور قسم قسم کی آفتوں اور [illegible] اور تکلیفوں میں مبتلا کر [illegible] اور گرفتار کرکے اس کا امتحان لیتے ہیں۔ [illegible] رضا بقضا [illegible] تکمیل اور ان تمام [illegible] تو صرف تسلیم و رضا سے [illegible] الفاظ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اور [illegible] اور [illegible] قسم کے لوگوں پر درود [illegible] رحمت [illegible] وغیرہ [illegible] ہدایت یافتہ گروہ [illegible] سکتے ہیں [illegible] امتحان [illegible] بے صبری [illegible] شکوہ شکایت

سے لب کشائی کی۔ تو مصائب اور تکالیف کے علاوہ ناراضگی مولا مزید برآں۔ اب اس قطعی حکم کے بن لینے کے بعد بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ نبیوں اور رسولوں کے پاک گروہ نے اس امتحان میں پورے پورے نمبر حاصل نہیں کئے۔ یا کبھی بھی کسی قسم کی بے صبری یا شکوہ شکایت کی ہو حاشا وکلا۔ بلکہ ہر ایک خدا سے ڈرنے والے مومن کا نور قلب شرح صدر سے گواہی دیتا ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے گروہ نے ضرور ضرور [illegible] کی بھی ہوئی بلاؤں اور صادر و نازل کی ہوئی مصیبتوں اور وارد کئے ہوئے امتحانوں میں تعریف کے ساتھ پورے پورے نمبر حاصل کرکے درگاہ الٰہی سے سارٹیفکٹ اور تمغے حاصل کئے ہیں۔ اگر رونا پیٹنا اور صف ماتم بچھانا ہی کوئی ضروری امر ہوتا تو خواہ مخواہ نبیوں اور رسولوں کا گروہ مقدس ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا علیٰ ہذا القیاس اپنے سے پہلے بزرگ نبی اور رسول کی مصیبتوں اور تکلیفوں اور دکھوں اور دردوں اور بلاؤں کو یاد کرکے رسم تعزیت اور عزا داری بوجہ احسن بجا لاکر اس سنت کو دنیا میں قائم کرنے کو اپنا فخر سمجھتا۔ خصوصاً ہماری سرکار دو عالم خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تو ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی تعزیہ داری بلکہ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کے بموجب تو بے شمار اور لاتعداد گروہ کی تعزیت اور عزاداری بجا لانی پڑتی۔ اور اگر ایسا ہوتا تو کس کا دین اور ایمان کا اسلام اور جنگ وجہاد وغیرہ پند و نصیحت [illegible] ساری کی ساری بھول جاتیں۔ ایک سنت بھی درستی سے بیٹھے اور صف ماتم بچھاتے اور نام بنام ہر ایک بزرگ نبی اور رسول کا تاریخ وار تعزیہ بنا کر گذشتہ حالات کی پوری پوری نقل کرنے سے فرصت نہ ملتی پر نہ ملتی مگر نبیوں نے تسلیم و رضا اور صبر و شکر سے ہر ایک سب امتوں اور مومنوں کے لئے نمونہ قائم کر دیا ہے جب نبیوں اور رسولوں کے گروہ کا یہ حال ہے۔ تو صدیق۔ شہدا۔ صالحین۔ جو انہی کے پیرو اور جانشین در حقیقت ہوتے ہیں وہ کس طرح ان سے انحراف کر سکتے ہیں۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ یہی ایک محبت کا نشان ہے کہ ہم لوگ حق کے غم سے غمگین اور ان کی خوشی سے خوش ہوتے ہیں۔ اس بات کا جواب صرف اسی قدر کافی ہے۔ کہ ماں سے زیادہ چاہے پھاپھا کٹنی

کہلائے۔ بعض فرمایا کرتے ہیں۔ کہ جس قدر ظلم اور ستم بعد زیادتی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی ہے وہ اور کسی نبی یا رسول پہ وارد اور صادر نہیں ہوئی اور دوسرا پہلو رسولوں اور نبیوں کو تکلیف ہو ہوا کر آخر کار دشمنوں پر فتح اور غلبہ اور نصرت نصیب ہو گئی تھی۔ مگر اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری دم تک تا دم مرگ مصیبت ہی مصیبت اور تنگی ہی تنگی اور ظلم ہی ظلم اور زیادتی پر زیادتی اور جفا پر جفا ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ شہید ہو کر قبروں میں دفن بھی ہو گئے۔ اول تو یہ ان کا فرمانا ہی بے جا ہے۔ کیونکہ اس میں قاعدہ کلیہ۔ العاقبۃ للمتقین اور کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور لننصر رسلنا وغیرہ وغیرہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے ان کی بات مان بھی لیں۔ تب بھی اگر موجودہ حالت پر نہیں اس وقت جبکہ مصیبت اور تنگی نازل اور صادر ہو رہی تھی بہ اقتضائے بشریت ہم بھی غمگین اور غمناک ہو کر بے ساختہ آنسو بہانے لگتے۔ تو بحکم لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا قابل معافی تھے۔ نہ کہ لائق اجر و ثواب۔ لیکن اس عاجز کا تو یہ سوال ہے۔ کہ جن بزرگ شہداء کے غم سے ہم رو رہے ہیں یا رونے کی تیاری کر رہے ہیں یا اگر رونا نہ آوے تو رونی شکل ہی بنا کر داخل ثواب ہونا چاہتے ہیں۔ وہ مقدس گروہ اس وقت ہے کہاں۔ آیا کسی تکلیف یا مصیبت میں مبتلا اور گرفتار اور دشمنوں کے تیر و تفنگ کا نشانہ بن رہے ہیں یا عند ربہم یرزقون فرحین بما اتاہم اللہ من فضلہ اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون کا خلعت حاصل کرکے عیش و آرام خوشی و فرحت میں ہمیشہ کے لئے ایسے زندہ ہو چکے ہیں۔ کہ اب موت اور ہلاکت ان کے پاس بھی تو نہیں پھٹک سکتی۔ تو اب اس وقت رونا کیوں اور کس لئے۔ اب بھی تاریخ واضح ہو گیا ہے۔ کہ شیعہ صاحبان کا رونا پیٹنا چھیننا چلانا [illegible] سے کسی طرح بھی [illegible] نہیں کہا جاتا۔ اب باقی رہ گئے [illegible] صاحبان [illegible] اپنی طرف سے کچھ کہنا تو بے سود ہے۔ وہ خود ہی خدا کے خوف کو دل میں جگہ دے کر سوچیں کہ کہیں خدانخواستہ تقویٰ طہارت اور خشیت اللہ کو چھوڑ کر صرف تبرا [illegible] اور گالی گلوچ بدزبانی پر ضرور [illegible] سے اپنی مطابقت نہ کریں یا [illegible] کو [illegible] قرار دیکر صرف خدا [illegible] کی خدائی [illegible] گناہ میں [illegible]

کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ بھی شرعی اور عباداتی اور دینی طرز و طریق کو چھوڑ چھاڑ کر صرف اسی ایک بات پر زور دیتے رہیں۔ کہ حضرت امام حسینؑ کے غم والم میں رونے پیٹنے سے گناہ سب کے سب بخشے جاتے ہیں اور انہوں نے اپنا سر مبارک محض اپنے نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے بخشوانے کیواسطے کٹوایا ہے اور بس۔ بھلا جن چھوٹے چھوٹے بچوں یا عمر رسیدہ جاہلوں کو سال بسال یا ہمیشہ ہمیشہ مجلسوں محفلوں میں جمع کرکے بار بار یہی اور صرف یہی سنایا اور سمجھایا جاوے تو وہ تقوٰے و طہارت کی کٹھن منزلوں کے طے کرنے کی تکلیف کیوں گوارا کرنے لگے۔ میرے پیارے بھائیو پچھلے بزرگوں کے لئے غم والم کرنے کی جگہ دعائیں کرو کہ اللہ تعالےٰ ان کے رتبے اور مرتبے زیادہ سے زیادہ بڑھائے۔ اور ان کی تعلیموں اور تلقینوں کو جو افراط تفریط سے بالکل پاک وصاف ہیں حاصل کرنے کی سعی کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاؤ۔ کہ اُسی نے آپ کے اس زمانہ کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ بلکہ ایک ہی بزرگ انسان کو اپنے الہام و وحی و مکالمہ و مخاطبہ سے مستفیض اور مستفید فرما کر محض اصلاح خلق اللہ کے لئے مبعوث فرمایا۔ شیعہ ہو کر بھی اس امام مہدی کی ناقدری کرو تو قابل افسوس ہے۔ اس بزرگ ہادی کی تعلیم و تلقین کا خلاصہ دس شرائط بیعت میں بدر کے پہلے ہی صفحہ پر آپ کو ملیگا اُنپر عمل درآمد کرکے بھی اگر آپ کو پورا پورا اطمینان قلب اور سکینت دل حاصل نہ ہو جاوے تو اس عاجز کے حق میں جو کچھ بھی چاہیں کہہ لیں۔

گلاب الدین احمدی رہتاسی

الجہاد ماض الی یوم القیامۃ

بڑے درجے کی حماقت ہے۔ اگر اس کے یہ معنے سمجھ لئے جائیں۔ کہ بس قیامت تک زبردستی دین منوانے کے لئے تلوار مارتے ہو۔ اس کا صحیح مطلب تو یہ ہے۔ کہ دین کے لئے مناسب وقت و حالات جدوجہد تو قیامت تک چلی جائے گی۔ ایک وہ وقت تھا۔ جب اسلام کا مقابلہ تلوار سے ہوتا تھا تو اس وقت بطور مدافعت و خود حفاظتی ضروری تھا کہ مسلمان بھی تلوار اٹھاویں۔ اب یہ وقت ہے۔ کہ دین کے لئے کوئی جنگ نہیں کرتا۔ پس کوئی ضرورت نہیں۔ کہ اس کے لئے تلوار اٹھائی جاوے۔ ہاں قلم و زبان کے زور سے مذہب اسلام پر بہت حملے ہو رہے ہیں۔ پس اس کے جواب میں ہماری طرف سے بھی قلم ہی سے باطل کا قلع قمع ہونا چاہیئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نمونہ موجود ہے۔ کہ جب ان کے زمانہ میں تلوار کا جہاد تھا۔ تو انہوں نے کس طرح اپنے سر کٹوا دئے اور اُف تک نہ کی اور ان میں سے ہر ایک بچے سے لیکر بوڑھے تک یہی سمجھتا کہ یہ حکم خاص مجھی پر اترا ہے۔ اسی لئے ہر ایک اپنا فرض سمجھ کر نہ کسی پر احسان رکھ کر یہ کام کرتا۔ بس اسی طرح ہماری جماعت کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ہم بھی آخرین منہم لما یلحقوا بہم کے مطابق انہی صحابیوں کا آخری گروہ ہیں۔ ہمارے لئے بھی ایک جہاد ہے (بدقسمتی سے جہاد کا لفظ کچھ ایسے یک طرفہ معنوں میں لیا گیا ہے۔ کہ جب لکھا جاوے تو اس کے ساتھ تشریح کرنی پڑتی ہے۔ کہ ہماری مراد صرف دین کے لئے مناسب وقت و حالات جائز ذرائع سے۔ جدوجہد کرتا ہے) وہ کیا جو کچھ خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ اس میں سے خدا کی راہ میں دین کی اشاعت میں خرچ کرنا۔ پس جن کو اللہ نے مال دیا ہے۔ اور اپنی اس نعمت سے متمتع کیا ہے۔ وہ اس سے خدا کا حصہ نکالیں اور جنھیں قلم و زبان کی زبان شمشیر دی ہو وہ انہیں باطل کے لئے مناسب طور سے چلائیں۔

الغرض کہ دلے درمے سخنے قدمے ہر ایک طرح دین اللہ کی اشاعت میں اپنی ہستی کو مٹادیں یہاں تک کہ ان کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا۔ غرض ہر ایک قول و فعل حرکت و سکون محض اللہ تعالےٰ کے جلال و عظمت کے اظہار کے لئے وقف نہ ہو جائے اور یہ خیال نہ کریں کہ فلاں جو یہ کام کر رہا ہے۔ اس کے پاس کر چکا ہے اب ہمیں کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے نفس کی نسبت سوال کیا جائیگا۔

نیک نمونہ

سب بھائیوں کے لئے یہ نیک نمونہ قابل تقلید ہے۔ کہ گوئیکی ضلع گجرات میں احمدی جماعت کے ممبر نماز فجر کے بعد پہلے تو ایک رکوع قرآن مجید کا سنتے ہیں اور حسب آیت ان قران الفجر کان مشہودا۔ تمام فجر قرآن کے سننے میں گذارتے ہیں۔ پھر صحیح بخاری سنتے ہیں واقعی ہر مومن کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو موجب فلاح دارین سمجھتا ہے۔ قرآن کریم اور صحیح بخاری کا پڑھنا یا سننا نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی امام الدین صاحب کو سلامت باکرامت رکھے۔ جن کے ذریعے سے دین کی یہ خدمت ہو رہی ہے۔

نشان

ناظرین بدر نے جو خبروں کے صفحات کو بغور پڑھتے رہے ہیں یہ امر مخفی نہ ہوگا کہ ارض حجاز میں ہیضہ کی اموات پانسو روزانہ تک پہونچیں۔ اور اس تعداد کی کئی اخباروں نے تصدیق بھی کی اس واقعہ کے ساتھ جب ہم یکم اگست ۱۹۰۷ء کے الہام ہیضہ کی آمد ہونیوالی ہے۔ پڑھتے ہیں۔ تو بے اختیار منہ سے نکلتا ہے۔ فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول۔ اور یہ بھی بعید نہیں۔ کہ خود اسی ملک میں بھی معترضین کو یہ نظارہ نظر آجاوے اصل میں خاتم الخلفاء کے زیر تبلیغ تمام جہان ہے اور جہاں جہاں اس کی دعوت پہونچ چکی ہے۔ وہاں اگر کوئی عذاب آتا ہے تو وہ غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ہے۔ یا بطور سزا۔ مبارک وے۔ جو تضرع اختیار کرتے ہیں اور خدا کے رسول پر ایمان لاتے ہیں (الحکم)

کونوا انصار اللہ

برادرم منشی فضل احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ انبالہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہماری انجمن کا اجلاس زیر صدارت چودہری رستم علی صاحب ۸ فروری کو ہوا۔ اور مولانا محمد علی صاحب کی چھٹی سنائی گئی۔ اور ساتھ ہی میگزین کے لئے امداد کی درخواست کی گئی۔ یہ تجویز مقبول ہوئی کہ للعامۃ ادا کرنے کے وعدے ہوئے اور ۲۶ رسالوں کی قیمت۔ یہ کاروائی نہایت قابل تعریف ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

وداع حبیب

برادرم علی احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ راولپنڈی اطلاع دیتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن یہاں دو تین مہینے رہے ہم لوگوں سے ایسی نیک خلقی سے پیش آئے کہ سب کے دل میں ان کا گھر ہوگیا۔ تبدیلی کی خبر سن کر انہیں ایک ریڈنگ ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب الاخبار

بہت سے معزز ناظرین بدر کی تحریک اور اکثر احباب کی منظوری سے دنیوی اخبار کے دو ورق ایزاد کئے گئے تھے۔ اور اسکے معاوضہ میں صرف ایک روپیہ قیمت میں ضرورۃً اضافہ کیا گیا۔ جو ان مصارف کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ جو ان دو ورقوں کی تیاری میں کرنے پڑتے ہیں۔

چنانچہ اس ایزادی کیلئے بعض اخبارات کو قیمتاً منگوانا علاوہ بدر بڑھانا اور اخبار کو وقت پر نکالنے کیلئے۔ اب بجائے ایک پریس کے دو پریسوں کی خدمات سے فائدہ اٹھانا پڑا۔ پھر جو کچھ ان دو ورقوں میں ہوتا ہے وہ آپکے پیش نظر ہے۔ تاہم اتنا جتا دینا خلاف موقعہ نہ ہوگا۔ کہ پچاس ساٹھ اردو اخبارات اور مصر کے عربی اخبار اور بعض انگریزی اخباروں کو صرف اسی لئے نہایت غور سے پڑہا جاتا ہے اور جو باتیں ان میں دلچسپ اور قابل ذکر ہوتی ہے اسکو نوٹ کر لیا جاتا ہے۔ اس محنت و جگرکاری و دماغ سوزی سے یہ مجموعہ تیار ہوتا ہے جسکو ایک خاص ترتیب سے مختلف عنوانوں کی ماتحت ایڈیٹوریل نوٹ کے ساتھ شایع کیا جاتا ہے گویا ناظرین کو جو باتیں قریباً دو سو روپیہ سالانہ خرچ کرنے سے حاصل ہوسکتی ہیں وہ صرف ایک روپیہ میں دیجاتی ہیں اور دقت و دماغی محنت سے بچانا رہے وہ الگ۔ اسپر بھی اگر ناظرین بدر اسکو ناپسند فرمائیں تو ہم اس سلسلہ کو بند کر دینے پر بھی تیار ہیں لیکن جو لوگ یہ کہیں کہ ہمیں دنیوی خبروں کی ضرورت نہیں۔ ان کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ دنیا میں تو رہتے ہیں مگر دنیاوی خبروں کی ضرورت نہیں یہ کیا بات ہوئی۔ اسلام نے تو دین و دنیا دونوں کو لیا ہے پس ایک جانب سے کنارہ کشی اسلامی اصول کے خلاف ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مومن اپنی دنیا کو بھی دین کے رنگ میں کر لیتا ہے۔ ہم انتخاب ایسے طریقے سے دیتے ہیں کہ ایک طرف خدا کی قدرتوں کا نقشہ پیش نظر ہوتا ہے۔ دوسری طرف حوادث زمانہ سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔ امید ہے ناظرین اپنی اپنی رائے سے مطلع فرمائینگے۔ اگر وہ کچھ تبدیلی چاہتے ہیں تو وہ بھی فرما دیں۔

اشتہار بازی بھی ایک فن ہو گیا

کسی شخص نے ایک اشتہار دیا۔ ایک روپیہ آنے پر لاکھ روپیہ کمانیکا طریقہ بتایا جائیگا۔ ایک لاکھ درخواست آچکی تو سب کو جواب لکھ دیا بس اسی طرح (۲) دوسرا اشتہار دیتا ہے۔ دولت دوچند کس طرح ہوسکتی ہے ایک روپیہ فیس لیکر بتایا جائیگا۔ بہت سا روپیہ جمع کرکے سب کو جواب دیا۔ اپنے زر نقد کے نوٹ خرید کر دہرے کر لو بس دوچند (۳) ایک اشتہار چھپا ایک روپے میں بارہ ایسی چیزیں دیجائینگی جو امیر غریب کے یکسان کام آئیں۔ وی پی وصول ہوا تو بارہ سوئیاں نکلیں۔ (۴) اشتہار دیا گیا بلا سیاہی و قلم کے کیونکر لکھ سکتے ہیں۔ یہ بتایا جائیگا اگر اتنے روپے دو۔ روپیہ ادا کرنے پر جواب ملا کہ ریل پنسل سے لکھو (۵) ایک تاجر نے ہم گھڑی کا اشتہار دیا کسی سادہ لوح نے منگوائی کھولنے پر معلوم ہوا کہ وہ گھڑی جھوٹی ہے جواب طلب کیا گیا تو مشتہر نے لکھ بھیجا کہ میں نے کب کہا تھا وہ گھڑی چلتی بھی ہے۔

غرض اشتہاروں کی عبارت سے دھوکہ میں نہ آؤ۔

ہمارے ہمعصر

جیون تت دہرم اخبار میں خدا کے رحیم ہونے پر اعتراض کئے گئے ہیں۔ اور اللہ کے حضور نہایت بے ادبی و گستاخی کیگئی ہے (بس صاحب ابھی اسکے رحیم ہونے کا ثبوت ہے کہ تم سے شوخ اپنا اخبار نکال رہے ہیں)۔

وکیل کے لیڈر میں لکھا ہے۔ دبائیں تنزل سے ہماکوئی گلہ محفوظ نہیں۔ امراض روز بروز بدپرہیزی بدستور جاری۔ طبیب مفقود و مریض ازالہ مرض سے غافل۔ (حضرت طبیب تو مفقود نہیں وہ آپکے سر پر ہے مگر مریضوں نے اسکی قدر نہ کی)

کمرہ گرم کرنیکی آسان ترکیب

ایک چراغ کو جلا کر اسپر تانبے کی ناند الٹی کرکے رکھ دیں۔ تھوڑی دیر میں وہ ناند گرم ہو کر تمام کمرے کو گرم کر دیگی۔ اور سردی کی شکایت دور ہوجائیگی۔ (کاجل مفت میں)

وَانكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ

ایک سادہو کے مفصلہ ذیل حالات چھپے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اسلام کے اصول خود بخود لوگوں کے دلوں میں گھر کریں اور وہ ان پر چلنے پر زمانہ کی روش سے مجبور ہوں۔

"ہری سنگھ تمہاری کیا غرض ہے۔ ہری سنگھ نے کہا کہ مجھکو خدا کی طرف سے یہ حکم ہے کہ دنیا سے اس گناہ کو مٹانیکی کوشش کروں جو بیوہ عورتوں کے نکاح نہ کرنے سے وقوع میں آرہے ہیں۔ بیوہ عورتیں مجبور ہوکر غیر مردوں سے منہ کالا کرکے اپنے خاندان کی عزت برباد کرتی ہیں۔ اور حمل حرام کرائے جاتے ہیں۔ اور ولد الحرام بچے ہلاک کئے جاتے ہیں۔ صاحب بہادر مسکرا کر۔ ہری سنگھ ہم کیا کریں سادہو آپ بادشاہ ہیں۔ اور بادشاہ کا فرض ہے کہ دنیا سے ایسے گناہ کو مٹا دے۔ صاحب بہادر۔ کیا بادشاہ کسی کے مذہب میں مداخلت کر سکتا ہے۔ سادہو مذہب تو راستی کا نام ہے جب ظاہر ہے کہ بیوہ عورتوں کا نکاح نہ کرنا اکثر قباحتوں کا باعث ہوتا ہے۔ تو بیوگان کے نکاح کا مانع مذہب نہیں ہوسکتا۔ صاحب بہادر ہم عورتوں کے منشا کے خلاف ان کو مجبور نہیں کر سکتے۔ تم یہ بتاؤ کہ اگر عورتیں تمہارا کہنا نہ مانیں تو کیا یہ سچ ہے۔ کہ تم بلک بیاگن کو جلکر مر جاؤگے سادہو جی ہاں مجھے خدا کا حکم ہے کہ اگر لوگ یہ حکم خدا نہ مانیں۔ تو ایسے پاپیوں میں تمہیں نہیں رہنا چاہئیے بلکہ تمہیں بلک بیاگن کو ضرور مرجانا چاہئیے۔ صاحب بہادر تم جانتے ہو کہ خودکشی جرم ہے۔ سادہو یہ جرم تو ہے مگر جب تک اس امر کا انتظام نہ ہو میں مرنے سے باز نہیں آؤنگا۔ صاحب بہادر تمہیں جیلخانہ میں جانا پڑیگا۔ سادہو بہت بہتر۔ (خودکشی کرنے پر تیار ہوجانا حد درجہ کا دیوانہ پن ہے۔ اور اہل حق کا یہ کام نہیں ہوتا۔ بدر)

جرائم پیشہ قومون کے حالات

مارواڑ کے شمال مشرق اور اجمیر مین مینالوگ ڈاکے ڈالتے اور لوٹ مار کرتے ہین۔ اکتوبر سے جون تک مارواڑ اور رہزنی کا کام کرتے ہین عموماً ۵۔۵۔ آدمیون کی ٹولیان بناکر ادہر ادہر پہرتے رہتے ہین۔ ان کے ساتھہ عورتین اور بچے نہین ہوتے ہین۔ یہ لوگ تمام ہندوستان مین خانہ بدوشی کرتے پہرتے ہین۔ ممالک متوسط اور احاطہ بمبئی ان لوگون کے مسکن ہین۔ یہ لوگ چاند کے گھٹاؤ بڑھاؤ کے مطابق اپنی راتونکو دو نصف روشن حصہ اور دو نصف تاریک حصہ،، مین تقسیم کرتے ہین۔ چاندنی راتون کو یہ لوگ آسودہ حال لوگون کے ہان بھیک مانگتے پہرتے ہین۔ روٹی اور دیگر چیزین مانگ لاتے ہین۔ اس طرح متمول گہرانے دیکہہ بہال لیتے ہین۔ جب اندہیری راتین شروع ہوتی ہین۔ تو لوٹ مار شروع کرتے ہین۔ چاندنی راتون مین چالیس۔ ۵۰۔ ۵۰ میل تک چلتے ہین۔ اور لوٹ مار کرکے اندہیرے حصہ مین واپس آتے ہین۔ روز روشن مین بہی مینا لوگ لوگون کو لوٹ لیتے ہین۔ موسم گرما مین بہت غضب ڈھاتے ہین۔ کیونکہ لوگ مکانون کے باہر سوتے ہین مال مسروقہ جو فروخت نہین کیا جاتا ہے۔ اپنے قیام گاہ سے ایک میل آگے گاڑ دیتے ہین۔ ایک آدمی ان کی نگہبانی کرتا ہے۔ یہ شخص عموماً نہانے یا کہانا پکانے مین مصروف رہتا ہے۔ تا کسی کو اسپر شبہ نہ ہو مینا چور کئی قسم کے رنگ بدلتے ہین۔ مگر سب سے مقبول پسند جاتریون کا بھیس ہے کبہی برہمن بن جاتے ہین جب بہت مال ہاتہہ لگ جاتا ہے۔ تو وہ مارواڑی بنجاتے ہین جو رائی ہوے زیورات پہن لیتے ہین۔ متمول ہندوستانی مینا لوگون سے چوکیداری کا کام لیتے ہین اپنے آقاؤن کی وفاداری اور ایمانداری سے خدمت کرتے ہین۔ اپنے قوم کے لٹیرون کو اپنے آقا کا مال و دولت لوٹنے سے باز رکھتے ہین۔ جیسا کہ مدراس پریسیڈنسی کے جنوبی اضلاع کے کلار لوگ کرتے ہین۔

ایک اور گروہ باوریا لوگون کا ہے۔ جو کئی چھوٹے قبیلون مین منقسم ہے۔ یہہ لوگ کبہی شکار پیشہ ہوتے تھے۔ مگر لوٹ مار کرتے جعلی سکے بناتے اور نقب لگاتے ہین۔ وہ اس بات پر فخر کرتے ہین کہ ان کا سلسلہ نسب پرانا ہے۔ اور یہ کہتے ہین کہ بادشاہ ہم سے جلادی کا کام لیتے ہین ان کا یہ دعوی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ چوبی منکون کی مالا پہنتے ہین۔ بعض قبائل اپنے سامنے کے دانتون مین سونے کی سوئی لگا لیتے ہین۔ باوریا لوگون کی سات جماعتین گلوٹ۔ پروارہ اور راہٹور نامون سے مشہور ہین یہ لوگ جعلی سکے بنانے مین کمال رکھتے ہین۔ ان کے آلات بہت ہی نفیس اور عمدہ قسم کے ہوتے ہین۔ جس راستہ سے کوئی قبیلہ گزرتا ہے۔ درختون پر عجیب قسم کے نشان لگا دیتے ہین۔ یا پتہرون کا ڈہیر عجیب طریقہ سے لگا دیتے ہین تا کہ ان کے ہمراہی اس سے ہدایت پذیر ہو سکین۔ بدک قبیلہ باوریون کی ایک شاخ ہے۔ ان کے رسم و رواج و اطوار ان سے بہت ملتے جلتے ہین۔

بدک لوگ بیراگیون اور کنجرون کا بھیس بدل کر پہرتے ہین مگر سخت ضرورت کے وقت اور بہیس بہی بدلتے ہین۔ اور ٹولیون مین منقسم ہو کر کام کرتے ہین کبہی پرندے فروخت کرتے ہین کبہی رمال بن جاتے ہین۔ اپنے بزرگون کی روحون کو اپنی امداد کیلئے عجیب طریقہ سے بلاتے ہین۔ یہ عمل بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ بدک لوگ نقب لگانے اور سرقہ کے فن مین ماہر ہوتے ہین۔ روپیہ یا زیورات یا قیمتی چیزین چراتے ہین جو باسانی اٹھائی جا سکتی ہین ان کی بائین کلائی پر تین نشان ہوتے ہین۔ جو بچپن مین گرم لوہے سے لگائے جاتے ہین۔ بدک لوگون کا یہی نشان ہے۔ اسی شناخت سے وہ باسانی شناخت کئے جا سکتے ہین۔ تیار شدہ خاصکر کبہون بہی ریل وغیرہ کی غرض سے اپنے پاس رکہتے ہین جب ہی یہ لوگ پہچانے جاتے ہین۔ بدک لوگ مسروقہ مال کو چھپانے مین بہت ہوشیار ہوتے ہین۔ طلائی زیورات اور جواہرات انہی جوتون کے اندر سی لیتے ہین۔ کبہی اپنے کپڑون کے اندر سی لیتے ہین۔ کبہی اونچی گہاس کی لاٹہیون مین بہر لیتے ہین جس وہ ہاتہہ مین لئے ادہر ادہر پہرتے رہتے ہین

کاپی نویس ہو

آج کل دنیا بہر کا مطبعون کا اتفاق اس بات کی بہت کچہہ ضرورت ثابت کر رہا ہے کہ خوشخط لکھنے والے کاتب ہون۔ افسوس کہ مسلمانون کو اس فن کی طرف بہت کم توجہہ ہے جو لوگ عمر کا بہت بڑا قیمتی حصہ صرف و نحو و منطق کی معمولی کتابون مین خرچ کر دیتے ہین۔ اور پہر اس منزل مقصود تک بہی نہین پہنچتے جس کے لئے یہ محنت کیجاتی ہے۔ ہم نے بہت کم سنا ہو کہ کسی طالب علم نے اپنے صرف و نحو پڑہنے کا یہ مقصد قرار دیا ہو کہ ہم قرآن و حدیث کو صحیح پڑہہ سکین۔ پس کیا یہ ضروری نہین۔ کہ بعض طالب علم فن کتابت مین کمال پیدا کرین۔ پچھلے دنون ہمین ایک کاتب کی ضرورت تھی۔ اور یہ معلوم کر کر کسی احمدی بہائی کی درخواست نہین آئی بہت افسوس ہوا۔ کہ ایسے شریف فن کی طرف بہت کم خیال ہے جو ایک معمولی توجہہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔

اڈیٹر زمیندار

نے مفصلہ ذیل سطور درد دل سے لکھی ہین اور خوب لکھی ہیں۔

بیوگان کے ازدواج ثانی کی ممانعت ستی کا رواج گوسالہ پرستی درختون کی پرستش پیر پرستی قبر پرستی اور تعزیہ داری۔ وید قرآن مجید۔ اور گرنتھہ صاحب کی تعلیم مین داخل نہین۔ مگر ہم نے ان سب کو اور ایسی بہت سی باتون کو شامل مذہب کر لیا ہے۔ مذہب کے فرائض ترک ہو جائین خدا یا پرمیشر کا انکار کر لیا جائے جھوٹ بولا جائے زناکاری کا ارتکاب ہو بیگانہ حقوق غصب کئے جائین اور رشوتین لیجائین کوئی نہین پوچھتا لیکن ان جدید الاشاعت ورخارج از مذہب رسوم کا مخالف ایسا مجرم ہے کہ کبہی قابل معافی نہین ہو سکتا۔

تقویم کعبی

ایک جنتری ہے جو نہایت نفیس عمدہ کاغذ پر ... چھپی ہوئی ہماری پاس پہنچی ہے۔ اسمین اسلامی تاریخ دوسری تاریخون سے پہلے لکھنے کا التزام کیا گیا ہے جو نہایت عمدہ بات ہے۔ علاوہ ازین ہر تاریخ کے سامنے کسی نہ کسی اسلامی واقعہ کا ذکر ہے اور بہت سے معلومات ناظرین کیلئے

ضرورت مصلح

مسٹر میر مشرف الحق ایم - اے - ایس نے مفصلہ ذیل اشعار بیسوین صدی کی حالت کے بارے مین لکھے ہین اور پھر جس نتیجہ پر پہونچے وہ بالکل صحیح ہے - ہم میر صاحب کو مبارکباد دیتے ہین - کہ وہ جس مسیحا کو بلاتے ہین وہ نازل ہو چکا ہے - اب آپکا فرض ہے - کہ اس کے انصار مین داخل ہون -

سدا رہتی جاتی صدی بیسوین ہے ... مگر قوم اپنی جہان تھی وہین ہے
اسی طرح دو صدیان سو سے گذرین ... ابھی خواب غفلت سے چونکی نہین ہے
وہ یون متفق گویا ہیٹری کا دل تھی ... پر اب منفرق کچھ کہین کچھ کہین ہے
ہے کچھ زیر فرمان روس و فرنگی ... بہت تحت انگریز و محکوم چین ہے
شیعہ سنی دونون کا دل ایک دین ایک ... پر آپس مین بیفائدہ ضد و کین ہے
بہت چھن گیا اب بھی جو کچھ ہے باقی ... تو اس کے لئے دشمن اندکمین ہے
تمہین ناامیدی اُسے کامیابی ... تمہاری نظر اُس کی کم بیش بین ہے
پڑے مین کھنڈر کے کھنڈر لاکھون ایسے ... جہان وحشی شہباز و شیر کمین ہے
محل اور مساجد مین ایک ہو کا عالم ... نہ آواز دوُن اور نہ اذکار دین ہے
جو اسلام پوچھو تو پاؤ کتب مین ... مسلمان کو ڈھونڈھو تو زیر زمین ہے
نہ تیمور و بابر نہ اکبر نہ نادر ... نہ سبکتگین ہے نہ ایلتگین ہے
مگر اب انہین یاد کرنے سے حاصل ... کہ خود اُن کے پوتون کی گت بدترین ہے
نہ پلے ٹکا اور نہ آمد کی صورت ... نہ اُن پاس کوئی لباس زرین ہے
دل ناندکو ہے جلا کی ضرورت ... نظر آتا بے روپ عکس حسین ہے
چمن مین خزان آئی بلبل سے بالکل ... گئی چھٹ نوا سنج اور بہترین ہے
بشرہ سا دل ہم بھی رکھتے ہین لیکن ... کروڑون کا خوش ہے پر اپنا حزین ہے
ہوئی حد تنزل کی اس سد سے گذرو ... کہ آخر یہی ایک منزل اولین ہے
چلا آیا ہوتا ازل سے زمانہ ... بدلتا سدا گہ چنان گہ چنین ہے
زمانہ کی رفتار پہ تم بھی ہو لو ... کہ اب تو یہی مصلحت کے قرین ہے
کوئی کام دنیا مین مشکل سے مشکل ... اگر دل لگاؤ تو آسان ترین ہے
اگر کچھ کرو گے تو تم دیکھ لو گے ... کہ اس کی جزا بہین ہے یہین ہے

مدد اے مسیحا دکھا اپنی صورت
کہ اسلام کا بس دم واپسین ہے

ضروری گذارش

جملہ خریداران خط و کتابت کرنے وقت اگر جواب منگوانا چاہین - تو جوابی کارڈ تحریر کرنا چاہیئے یا ٹکٹ ساتھ بھیجنا چاہیئے اور نیز نمبر خریداری بھی -

بدر خواتین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم - برادرم مکرم محترم جناب مفتی صاحب سلام ربکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - افسوس کہ آپ نے بدر خواتین کے کالم کو جلدی بند کر دیا اور اس غریب فرقہ پر نظر عنایت نہ رکھی - مین بھی چند در چند مجبوریون کے باعث مضمون لکھنے سے معذور رہی ہون جسکی معافی چاہتی ہون -

کل ۲۸ - دسمبر کو چار بجے رات کے سخت زلزلہ آیا - جو چار اپریل والے زلزلہ سے شاید ہی کچھ کم ہو گا - ان دنون دنیا مین عجیب اندھیر مچا ہوا ہے اور خدا کے پیارے سچے مسیح کی صداقت کی شہادت زمین و آسمان بڑے زور و شور سے دے رہے ہین - قحط سالی نے تباہ برباد کر دیا ہے - لوگ گھرون سے بیخانمان ہو کر نکل گئے ہین - ہزارون آدمی بھوکون مر رہے ہین - کوئی پرسان حال نہین - اس بیدردی کی یہ شدت کہ الامان شان ایزدی کہ قحط ایسے وقت مین پڑا - کہ نہ لوگون کو پیٹ بھرنے کو روٹی ملتی ہے نہ تن ڈھکنے کو کپڑا - سال کا عرصہ گذر گیا کہ بارش کی بوند نہین گری - زمین جل گئی چارہ نایاب ہو گیا - مواشی سخت تنگ ہو رہے ہین - حضرت اقدس کے ثلج والے الہام کو اس قحط نے اچھی طرح منور و روشن کر دیا - ثلج کے دونون معنے کیسے پورے ہوئے - اے مخالفو آؤ اور آنکھین کھولو اور دیکھو کہ اس برگزیدہ کی باتین کس طرح خدا پوری کرتا ہے - بہت سی خلقت کو طاعون نے لقمۂ جان کیا اب جو باقی بچی - اوسے قحط نگل رہا ہے - پھر کل والے زلزلے نے خداوند عز و جل کی ہیبت جبروت اور جلالت کا نقشہ پیش نظر کر دیا - اور بتلا دیا کہ مین ایسا غنی اور بے پروا ہون - اگر چاہون تو دنیا کو ایک پل مین نیست و نابود کر دون ان عذابون کا آنا ہی اس وقت ضروری تہا - کیونکہ دنیا کو گناہ نے سیاہ کر دیا اور مسلمانون کا پیارا اسلام تو صرف زبانون تک ہی محدود رہ گیا - بے تحاشا سود کو جائز قرار دے لیا - بر سر عام سازون مین تخفیف مانگی - شراب کو جب تک نشہ نہ دے حلال تصور کر لیا - عہد شکنی عام ہو گئی - دغا مکر فریب اور رشوت ستانی سے روپیہ اکٹھا ہونے لگا - بھائی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے اس پر طرہ یہ کہ سب باتین تہذیب اور شائستگی خیال کی جانے لگین - اے لوگو! انصاف سے کہدو کہ اب اس ملک کی حالت عرب کی اس حالت سے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پیشتر تہی - کچھ بھی کم ہے؟ اگر اس پر آشوب زمانہ مین مسیح نہ آتا - تو پھر کونسا وقت اس کے آنے کا تہا - اسلام کی نازک حالت کا مولانا حالی نے اس طرح خاکہ کھینچا ہے - ؎

جہان زہر کا کام کرتا ہے باران ... جہان آکے رو دیتا ہے ابر نیسان
نہین تازگی کا کہین نام جس پر ... ہری ٹہنیان جھڑ گئیں جسکی جل کر
نہین پھول پھل جسمین آنے کے قابل ... ہوئے رو کھ جس کے جلانے کے قابل
یہ آواز پیہم یہان آ رہی ہے ... کہ اسلام کا باغ ویران یہی ہے

یہ قاعدہ کلیہ ہے - کہ جب موسم خزان بوٹون کو جلا دیتی ہے - تو پھر جلدی ہی موسم بہار کو ان کے سرسبز کرنے کا حکم ہو جاتا ہے - جو کہ ان مین از سر نو روح پھونکدیتی ہے -

جبکہ خدا کا پیارا دین ایسی نزع کی حالت مین تہا تو ضروری تہا کہ غیور خداوند کا دریائے رحمت جوش مارتا - اور کسی اپنے نیک بندہ کے ذریعے اس کی دستگیری کرتا - جیساکہ وہ ہمیشہ مذہبون کو کفر شرک اور نافرمانی کی گندگیون اور آلائشون سے پاک کرتا آیا ہے -

غور کا مقام ہے - کہ اگر مولانا حالی صاحب کو یہ خبر ہوتی - کہ سر سید احمد خان صاحب مہدی ہین - تو کبھی اُن کی قلم سے ایسے دردناک الفاظ نہ نکلتے - کیونکہ جب انہین قطعاً مایوسی ہوئی تو یہ کہا کہ ؎

نہین پھول پھل جسمین آنے کے قابل ... ہوئے روکھ جس کے جلانے کے قابل

مگر چونکہ سید احمد خان مرسل نہین تھے - اور نہ ان کے ساتھ تائید ربانی تہی وہ دنیا کی بہتری

کی بابی جو پیرین لے رہے ہے ۔ اور ساری عمر مین ایک بھی ایسا سچا جان نثار دین کا خادم نہ تیار کرسکے جیساکہ اس فرستادہ خدا نے تھوڑے ہی عرصہ مین چار لاکھ بنا دیا ہے ۔ ان خانقاہون کے سجادہ نشینون پر جو کہ لاکھون ہندوٴن اور مسلمانون کا مرکز گنی جاسکتی ہین ۔ مورخہ ۲۱ ۔ دسمبر کے وکیل مین کسی منصف مزاج نے کچھ ریمارک کئے ہین جن کا مین درج کرنا ضروری جانتی ہون

نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ ہندوستان مین زیادہ فیوض پھیلانے والے حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہین ۔ جن کی روحانیت اور حقانیت کا جھنڈا سب سے پہلے ہندوستان مین آیا ۔ آج ان کی اولاد کو دیکھئے ۔ اپنے جد بزرگوار کے فرائض سے کوسون دور بلکہ برعکس اعمال ظاہر کرتی ہین اولادین دو قسم کی ہوتی ہین ۔ ایک روحانی اور ایک جسمانی جسمانی اولاد کا یہ عالم ہے ۔ کہ سجادہ نشین صاحب کو شاید ہی خبر ہوگی ۔ کہ ہمارے دادا صاحب وضو کیون کر کرتے تھے ۔ اشغال خاص کا تو کیا ذکر بیچارے رات دن مین گاوٴن کی آمدنی جلدی سے خرچ کر ڈالنے کی فکر مین مصروف رہتے ہین ۔ اگر ان کو کم از کم صرف فقرا اور مشائخ کی حالت درست کرنی آتی ۔ تو بہت مفید کام کر سکتے تھے اب رہے متولی صاحب اور خدام وہ سب سے زیادہ فوراً سے علیٰ نور ہین ۔ متولی صاحب کی خانگی پیچیدگیان اور خدام کی ذاتی خواہشین اس حد تک ناگوار ہوگئی ہین ۔ کہ ایک ہندو مینیجر مقرر ہوگیا ۔

یہ وہ خانقاہین ہین جو کہ کعبہ ہند کہی جاسکتی ہین ۔ یہ تو جسمانی اولاد کا حال ہوا ۔ اب روحانی اولاد کو دیکھئے حضرت خواجہ کے جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی ہوئے ۔ ان کی درگاہ جایئے اور خدام کی حالت ملاحظہ فرمایئے ۔ کون کہہ سکتا ہے ۔ کہ اس بزرگ کے خادم ہین ۔ جو کہ صبر اور توکل مین اعلےٰ درجہ رکھتے تھے ۔ ممکن نہین کہ کوئی زائر صحیح سالم زیارت کر سکے ۔ خواجہ قطب کے جانشین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر جن کا مزار پاک پٹن مین ہے ۔ خانقاہ مین گاوٴن جاگیر سب کچھ ہے ۔ مگر اس لئے کہ نہین کہ مسلمانون یا فقرا کی دینی یا دنیاوی ضرورتون مین کام آوے بلکہ غالباً اس لئے وقف کی گئی ہے ۔ کہ سجادہ نشین بہت سے گھوڑے پالین بند وقین خریدین ۔ غریب جانورون کا روز شکار کرین ۔ حضرت بابا صاحب تو جنگل کی گھاس پر گذارہ کرتے تھے ۔ اولاد جنگل کے پیارے پیارے جانورون کو فنا کرکے دل خوش کرتی ہے ۔

بابا صاحب کے تین خلیفے بڑے مشہور ہوئے حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی ۔ حضرت قطب جلال الدین ہانسوی ۔ حضرت علاوٴ الدین صابر کلیری اول بزرگ کی درگاہ پر جایئے ۔ پس وہی عالم تبرک فروشی کا نظر آئے گا ۔ میان حسن نظامی نے کچھ پڑھ لکھ لیا ہے ۔ وہ تو رات دن علی گڈھ پارٹی مین مستغرق ہین ۔ جو کام ان کے کرنے کا تھا اُس سے کوسون دور ۔

دوسری درگاہ ہانسی مین ہے ۔ سجادہ نشین عبدالحکیم صاحب سب جاگیر ہندوٴن کو عنایت فرما چکے ۔ اب بیچارے خود حیران اور پریشان ہین مسلمانون کی کیا خاک خدمت کرین گے ۔

تیسرے صابر صاحب ہین ۔ اُن کے جانشین دُنیا سے نرالی طبیعت رکھتے ہین ۔ اپنے مشائخ پر اگر اثر ڈالنا چاہتے ہین ۔ تو یہ کہ سب ہمارے نذرگذار بن جاوین ۔ اور بس ۔ ایسے عظیم الشان فرض کی تکمیل مین مجبور ہین ۔ کہ اسلامی خدمت کی فرصت نہین ملتی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کے نظامیہ سلسلہ کو آخر تک دیکھ جایئے ۔ اس وقت اتنی گدیان صرف پنجاب مین ہین ۔ جو بہت مشہور ہین ۔ مہارا ن علاقہ بہاول پور ۔ تونسہ ۔ ضلع ڈیرہ غازی خان ۔ چاچڑان علاقہ بہاول پور ۔ گولڑہ ضلع راول پنڈی ۔ سیال ضلع شاہ پور ۔

تونسہ کا یہ عالم ہے ۔ کہ چچا بھتیجے مین صرف اسی بات پر لڑائی ہے ۔ کہ مصلے پر کون بیٹھے اور نماز پہلے کون پڑھے ۔ کچہریان گرمائی جاتی ہین اور حضور قدوة السالکین مولانا شاہ . . . ڈپٹی کمشنر صاحب اور صاحب کمشنر بہادر اور لفٹنٹ گورنر صاحب سے داد طلب کی جاتی ہے ۔ اگر ان آستانون سے کچھ فیض ملا ۔ تو عجب نہین ۔ کہ مسلمانون کو بھی کچھ دیا جاوے ۔ چاچڑان مین ایک لاکھ کی جاگیر ہے اور محمد بخش صاحب سجادہ نشین ہین ۔ یاد الٰہی مین ہمیشہ مستغرق رہتے ہین ۔

سُنا ہے کہ سوا آدمی کھانا پکانے کھانے پر نوکر ہین [illegible] اسپر بھی بکم ذیت رات کا سٹے نہین کٹتی ۔ [illegible]

صورت کا قوال زادہ حسین خزانہ کا داتا ہے ۔ اس کو موج آگئی ۔ تو شائد مسلمانون کا بیڑا پار ہو جاوے مہاران کے صاحب سجادہ محمد یوسف البتہ نیک ہین گولڑہ والے پیر مہر علی شاہ بھی بہت لائق بہت مفید اور بہت ہی کارآمد ہین ۔ ایک محدود دائرہ مین چلتے ہین تاہم کچھ کرتے ہین ۔ رہ گئے سیال والے میان محمد الدین صاحب سو وہ بیچارے چپ چاپ آدمی ہین ۔ پھر بھی قابل تقلید ۔ کاش ! اپنے سینکڑون عالم مریدین کو خدمت اسلام کے لئے مقرر کرین ۔

صابریہ سلسلہ کے صوفی بڑے نعیم تمیم پیر ہین ۔ کہتے ہین لاکھون روپیہ جمع ہے اور ہوتا جاتا ہے ۔ مگر نہ دین کے لئے نہ دنیا کے لئے ۔ بلکہ اپنا جی خوش کرنے کے لئے ۔

بریلی مین نظامیہ سلسلہ کے پیر نتھے میان صاحب ہین جو حقیقت مین علوم ظاہر باطن مین لاثانی ہین ۔ مگر نام کا اثر کبھی ظاہر ہو جاتا ہے ۔ تو سیر و شکار مین اوقات بسری ہوتی ہے ۔

سلول مین بھی نظامیہ خاندان کی مشہور خانقاہ ہے اور دستور زمانہ کے مطابق مقدمہ بازی کی بلا مین سب گرفتار ہین ۔

اورنگ آباد دکن مین نظامیون کی ایک مشہور خانقاہ ہے ۔ ہزارہا روپے کی جاگیر ہے ۔ مگر خانقاہ مین خاک اڑتی ہے مسجد مین کتے لوٹتے ہین اور غلیظ کرتے ہین ۔ خاص درگاہ کی پرورش کو دیکھئے ۔ تو نفرت آتی مگر پیرزادہ صاحب کی رنڈی کی قبر پر نہایت تکلف ساز وسامان ہین اور وہ محض اس لئے کہ رنڈی نے شاہ صاحب کی بڑی دلداری کی تھی ۔ درگاہ و مسجد سے کیا فائدہ ان کو پہونچا جو ان کی خدمت کرتے صرف اتنا احسان ہے کہ اس کی طفیل چند ہزار روپے سالانہ مل جاتے ہین ۔

انہی حضرات کا ذکر ہے ۔ کہ ایک بار پنجاب مین تشریف لے گئے ۔ رنڈیان ہمراہ تھین ۔ مریدین کو حکم تھا ۔ کہ انکی ڈولیان کندھون پر اٹھاوٴ ۔ بیچارے عقیدت کے مارے مُرید حکم بجا لائے ۔ اور پیر جی نے رنڈیون کو اپنی عظمت کا اثر دکھایا ۔

(باقی [illegible])